ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
2 تا 8 نومبر 2006ء
www.tanzeem.org

اس شمارے میں

آہ کو چاہیے اک عمر......
اسلام پر پوپ کے تازہ حملے کے مضمرات
آئین جوانمرداں
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ......
نفاذِ دین کی جدوجہد کرنے والے
بیت المقدس کی فتح کے بعد
زبان کا استعمال
کھلے عام عبادت کرنا منع ہے!
تفہیم المسائل
دعوتی وتربیتی سرگرمیاں
عالم اسلام

اللہ تعالیٰ کا اٹل قانون

قانون الٰہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا' حد سے باہر نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ اللہ تعالیٰ کا اٹل ضابطہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں کسی قوم یا حکمران کو ہمیشہ غلبہ حاصل نہیں ہوتا اور قوموں کے درمیان ایام میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔ قانونِ قدرت یہ بھی ہے کہ جب تک کوئی قوم خود اپنے اندر تبدیلی کا خیال پیدا نہیں کرتی اس کی حالت تبدیل نہیں ہوتی۔ بہر حال یہ انقلاب برپا ہو کے رہتا ہے' کیونکہ قانونِ خداوندی اٹل ہے۔ خرابی ہمیشہ اندر سے واقع ہوتی ہے اور پھر سرطان کی طرح پورے نظام کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جب پھوڑا متعفن ہو جاتا ہے تو پھر نشتر اور آپریشن ناگزیر ہو جاتا ہے' قدرت کا کوڑا برستا ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کوڑا کبھی چنگیز کی شکل میں نمودار ہوتا ہے' کبھی ہلاکو کی صورت میں' کبھی تیمور کی صورت میں' کبھی نادر شاہ کی صورت میں اور کبھی آپس میں لڑ لڑ مرنے کی صورت میں۔

قدرت کی طرف سے یہ عذاب اس وقت نازل ہوتا ہے' جب اصلاح کا جذبہ اجتماعی طور پر ختم ہو جائے یا اصلاح کی طرف متوجہ کرنے والے مٹھی بھر عناصر کی بات نہ سنی جائے' بلکہ ان کی تذلیل کی جائے۔ قدرت جلدی کسی قوم سے نا اُمید نہیں ہوتی' انتظار کرتی ہے۔ آخری اور کاری ضرب اس وقت لگائی جاتی ہے جب خیر کا عنصر قومی جسد سے بالکل خارج ہو جاتا ہے۔ مسلمان حکمرانوں اور قوموں پر ہمیشہ اس وقت زور سے خدائی قہر کا کوڑا برسایا گیا جب ان کے اندر گمراہ کن عقیدے اور بے دینی کے خیالات (اور نام نہاد روشن خیالی کے فلسفے) زور پکڑ رہے تھے اور حکمرانوں کو محض ذاتی عشرتوں سے سروکار تھا' عدل وانصاف کے بجائے فسق وفجور کا سکہ رائج ہو گیا تھا' اور ظلم وبربریت عام تھی۔ کیا آج کل ایسی صورت حال نہیں ہے؟

سقوطِ بغداد سے سقوطِ ڈھاکہ تک
میاں محمد افضل

الھدیٰ (253)

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ المائدہ

(آیات: 17 تا 19)

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَھُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ
اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰي فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاۗءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ
فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٩﴾﴾

’’جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰؑ بن مریمؑ اللہ ہیں‘ وہ بے شک کافر ہیں۔ (اُن سے) کہہ دو کہ اگر اللہ عیسیٰؑ بن مریمؑ اور اُن کی والدہ کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو اُس کے آگے کس کی پیش چل سکتی ہے؟ اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے پیارے ہیں‘ کہو کہ پھر وہ تمہاری بداعمالیوں کے سبب تمہیں عذاب کیوں دیتا ہے (نہیں) بلکہ تم اس کی مخلوقات میں (دوسروں کی طرح کے) انسان ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور (سب کو) اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اہل کتاب! پیغمبروں کے آنے کا سلسلہ جو ایک عرصے تک منقطع رہا تو اب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر ﷺ آ گئے ہیں جو تم سے (ہمارے احکام) بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری یا ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ سو (اب) تمہارے پاس خوشخبری اور ڈر سنانے والے آ گئے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نصاریٰ میں دو عقیدے رہے ہیں۔ ایک عقیدہ ابن اللہ کا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ خدا کے اوتار God incarnate ہیں۔ یعنی خود اللہ ہی عیسیٰؑ کی شکل میں زمین پر ظاہر ہو گیا۔ یہ عقیدہ ہندوؤں میں بھی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ رام چندر جی اللہ کے اوتار تھے۔ کرشن جی مہاراج بھی خدا کے اوتار تھے۔ اسی طرح کا عقیدہ عیسائیوں میں بھی رہا ہے اور خاص طور پر اُن کے Jacabites فرقے کے لوگ تو سختی کے ساتھ اس کے قائل تھے کہ حضرت مسیحؑ کی شکل میں خود خدا نے ظہور فرمایا۔ ہمارے ہاں بعض لوگ محبت اور عقیدت کے زیر اثر غلو کرتے ہوئے حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور حضور ﷺ کے بارے میں اس طرح کی باتیں کہہ گزرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

گویا یہ وہی اوتار کا عقیدہ ہے جو ہم نے دوسروں سے سیکھ لیا ہے۔

قرآن مجید اُن لوگوں کو مرتکب کفر قرار دے رہا ہے‘ جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریمؑ ہی اللہ ہے۔ اللہ خود مسیح کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ اے پیغمبر ﷺ! ان سے پوچھئے کون شخص ایسا ہے جسے اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اختیار ہو؟ دیکھو! اگر اللہ مسیح بن مریمؑ‘ اُس کی ماں اور جو بھی زمین میں ہیں‘ سب کو ہلاک کرنا چاہے تو کون ہے جو اُس کا ہاتھ روک لے گا؟ اور اللہ ہی کے لئے زمینوں اور آسمانوں اور جو کچھ بھی ان دونوں کے مابین ہے کی بادشاہی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے تخلیق فرماتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم کو ماں باپ کے بغیر تخلیق کیا۔ عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ یحییٰؑ کو یاس کی عمر کو پہنچے ہوئے ماں باپ کے ہاں پیدا کیا۔ تو یہ معجزات کی مختلف شکلیں ہیں۔

یہ یہودی اور نصرانی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔ یعنی بیٹوں کی مانند بڑے لاڈلے ہیں‘ اُس کے بڑے چہیتے اور پیارے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ان سے پوچھئے کہ پھر وہ تمہیں عذاب کیوں دیتا رہا ہے؟ تم اچھے اللہ کی اولاد ہو کہ اُس نے تمہیں بنوکدنضر کے ہاتھوں پٹوایا۔ تمہارے چھ لاکھ قتل ہوئے۔ تمہارا ہیکل اوّل شہید ہوا؟ تمہاری سلطنت اسرائیل ختم ہوئی۔ پھر تمہیں یونانیوں نے رگڑا۔ رومیوں نے تمہیں عذاب میں مبتلا رکھا۔ تم نے دوسرا ہیکل تعمیر کیا‘ وہ بھی گرا دیا۔ کیا اللہ کے لاڈلے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ تمہارا اللہ اتنا ہی لاچار‘ بے چارہ اور عاجز ہے؟ نہیں بلکہ تم بھی انسان ہو‘ انہی انسانوں میں سے جنہیں اُس نے پیدا کیا۔ وہ جس کی چاہتا ہے‘ بخشش فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے‘ سزا دیتا ہے اور زمینوں اور آسمانوں کی کل بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُس پر بھی اُس کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے بعد 600 سال ایسے گزرے ہیں کہ دنیا میں کوئی نبی اور رسول نہیں رہا۔ اسے فترت کا دور کہتے ہیں۔ یہ عارضی وقفہ تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپؐ کی بعثت کے بعد اب قیامت تک رسالت کا دروازہ بند ہو چکا۔ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ آ چکا جو تمہارے لئے (احکام) واضح کر رہا ہے‘ اُس دور فترت کے بعد کہ جس میں کوئی رسول نہیں آیا۔ یہ اس لئے کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس تو نہ کوئی بشارت دینے والا آیا‘ نہ ہی خبردار کرنے والا آیا۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ سورت النساء کی آیت 163 دیکھئے‘ جہاں فرمایا کہ رسول مبشر اور منذر بن کر آئے تا کہ رسولوں کے آنے کے بعد اللہ پر لوگوں کی طرف سے کوئی حجت یا دلیل نہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو غالب‘ حکمت والا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

چودھری رحمت اللہ بٹر

تقویٰ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَهُ اُنْظُرْ فَاِنَّكَ لَيْسَ بِخَيْرٍ مِنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهٗ بِتَقْوٰی)) (رواہ احمد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ’’تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں بڑائی حاصل ہے‘ نہ کسی کالے کے مقابلہ میں۔ البتہ تقویٰ یعنی خوف خدا کی وجہ سے تم کسی کے مقابلے میں بڑے ہو سکتے ہو۔‘‘

ادارِیہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

مشرف حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ اُس کی سیکیورٹی فورسز نے افغان سرحد کے قریب ایک مدرسہ میں عسکری تربیت حاصل کرنے والے 80 دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک مسلمانانِ پاکستان کو جتنی دکھ بھری خبریں سننے کو ملی ہیں اور جتنے المناک واقعات پاکستان میں پیش آئے ہیں شاید ہی کسی اور قوم کو پیش آئے ہوں۔ باجوڑ ایجنسی میں ہونے والا قتلِ عام اِن واقعات میں بدترین اضافہ ہے۔ غیر سرکاری اطلاعات کے مطابق باجوڑ ایجنسی کے علاقہ خار کے ایک گاؤں ماموند چینگئی میں قائم مدرسہ ضیا العلوم تعلیم القرآن پر بعض طیاروں اور ہیلی کاپٹروں نے بمباری کی' جس سے مدرسہ کی عمارت مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ 80 افراد شہید ہو گئے جن میں طلبہ اور اساتذہ دونوں شامل تھے۔

نائن الیون کے سانحہ کے بعد کہا گیا تھا کہ اب دنیا بدل جائے گی۔ ہم نہیں جانتے کہ باقی دنیا کتنی بدلی ہے اور کتنی نہیں بدلی' البتہ پاکستان کا حلیہ بگڑ گیا ہے۔ کتنے بدقسمت ہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام جن کے اپنے حکمران اُس امریکہ کے اتحادی بنے ہوئے ہیں جس کے منہ کو مسلمان کا خون لگ گیا ہے۔ وہ امریکہ جو ہماری ثقافت سے شرم و حیا کا نام و نشان مٹانے پر تُلا ہوا ہے۔ وہ امریکہ جو ہمارے مذہب میں من پسند ترمیم کر کے اُس کا حلیہ بگاڑنے کا خواہش مند ہے۔ وہ امریکہ جو کبھی ڈومہ ڈولہ پر اور کبھی باجوڑ پر کھلم کھلا حملہ آور ہو کر ہمارے اقتدارِ اعلیٰ کو پاؤں کی ٹھوکر مارتا ہے۔ وہ امریکہ جو ہمارے ازلی دشمن بھارت کی ہر آن پیٹھ ٹھونکتا ہے' جو ہر روز کشمیری مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے۔ اِس امریکہ کا اب تازہ ترین مطالبہ یہ ہے کہ اُس چغہ پوش مسخرے کرزئی کو جو کابل کے ایک محل میں امریکی فوجیوں کے نرغہ میں مقید ہے اور بش کی بولی بولتا ہے' افغانیوں کی نفرت کا نشانہ بنا ہوا ہے' اِسے پورے افغانستان کا زبردستی حکمران بنا دو۔ افغانیوں کی غیرت اور طالبان کے جذبہ شوقِ شہادت سے افغانستان ہمارے ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے۔ ہم تمہیں ڈالر دیتے ہیں۔ تم ہمارے کیسے اتحادی ہو' ہم یہ جنگ شروع کر چکے ہیں' ہمیں یہ جنگ جتوا کر دو۔ ہم تم ایک ہیں۔ تم بھی کتے گود لے کر تصویر بنواتے ہو۔ خونِ مسلم بہاؤ کہ اِن کتوں کو دودھ مکھن کی ضرورت ہے۔ ہمیں افغانستان سے نکلنا پڑ گیا تو وسطی ایشیا کی ریاستوں کے سیال سونے کا مالک کون بنے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ قلم سے خون بھی ٹپکنے لگے تو اِس قتلِ عام کی مذمت کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ کنگ رچرڈ کی اولاد نے اِس خونریزی کے لئے کس وقت کا انتخاب کیا جب موذن تکبیرِ رب کا اعلان کر رہا تھا۔ جب وہ اللہ کے لاشریک ہونے اور ہمارے نبی آخر الزمان ﷺ کے رسول برحق ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ جب وہ نسلِ انسانی کے لئے فلاح کی پکار لگا رہا تھا۔ جب وہ بندگیٔ رب کو نیند سے بہتر قرار دے رہا تھا۔ انسان کی مت ماری جائے تو وہ کیسے کیسے اُول فول بکتا ہے۔ اِس امریکی درندگی کو اپنے سر لیا جا رہا ہے اور یہ مضحکہ خیز دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہ کارروائی ہماری اپنی سیکیورٹی فورسز نے کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مدرسے میں کوئی جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں تو آپ کی سیکیورٹی فورسز نے وہاں زمینی حملہ کر کے گرفتاریاں کیوں نہ کیں۔ اُن کے اعترافِ جرم سے آپ کا کیس بھی مضبوط ہو جاتا اور خونریزی بھی اگر ہوتی تو انتہائی معمولی ہوتی۔ پھر وہ اسلحہ اور بارود بھی آپ بطورِ ثبوت پیش کرتے جو جنگی تیاری اور بقول آپ کے دہشت گردی کے لئے جمع کیا گیا تھا' اور کیا اب ملبے میں سے ٹینک شکن میزائل یا اینٹی ایئر کرافٹ توپیں یا سٹنگر میزائل یا کلاشنکوفیں برآمد ہوئی ہیں۔ اگر نہیں تو کیا دہشت گرد مکہ بازی کی تربیت حاصل کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے لیکن اِس جھوٹ کا سر تھا نہ دھڑ' کہ اُس پر کیپ اور وردی ڈھونڈی جا سکتی۔

ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے حکمرانوں کے خیر خواہ ہیں اور اِس خیر خواہی کے جذبہ سے ہم اُنہیں مخلصانہ مشورے دیتے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ جب بھی کوئی فرعون' کوئی نمرود اور کوئی بش اپنی حکمرانی کے عروج پر ہوتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے جیسے یہ حکمرانی' یہ قوت لازوال ہے۔ پھر یہ حکمران خدائی کے دعویدار بن جاتے ہیں۔ کوئی انسانی لاشوں پر کھڑا ہو کر وحشیانہ قہقہے لگاتا ہے۔ کوئی کھوپڑیوں کے مینار بناتا ہے۔ کوئی ڈیزی کٹر بموں سے ہنستی بستی بستیوں کو قبرستان میں تبدیل کر دیتا ہے۔ لیکن انجام کیا ہوتا ہے؟ کوئی مچھر جیسی کمزور مخلوق کے ہاتھوں بے بس ہو کر مارا جاتا ہے (بقیہ صفحہ 15 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — 2 تا 8 نومبر 2006ء — 9 تا 15 شوال 1427ء — شمارہ 40

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بیالیسویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل — اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل!
عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں — کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ!
فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ — زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل!
نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ — کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل!
مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں — کہاں حضور کی لذت کہاں حجابِ دلیل!
اندھیری شب ہے' جدا اپنے قافلے سے ہے تُو — ترے لیے ہے مرا شعلۂ نوا' قندیل!
غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم — نہایت اس کی حسینؓ' ابتدا ہے اسماعیلؑ!

1۔ خودی کے جذبے کو اگر علم سے استحکام مل جائے تو اس پر جبریلؑ جیسا فرشتہ بھی رشک کرے گا اور اگر اِس جذبے میں عشقِ حقیقی بھی شامل ہو جائے تو خودی کی کیفیت اور انقلاب انگیز تاثر پیدا کرے گی جو رب ذوالجلال نے قیامت کے دن کے لیے ''صورِ اسرافیل'' کو عطا کیا ہے۔ ایک اور مطلب یہ ہے کہ اگر انسان علوم وفنون میں مہارتِ تامہ حاصل کرے تو فرشتوں کو اُس پر رشک آنے لگے گا' لیکن اگر وہ عشق اختیار کرلے تو اُس میں یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ مُردوں کو زندہ کردے گا۔

2۔ اقبال کہتے ہیں کہ میں اِس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہوں کہ عہدِ حاضر کے علم و دانش میرے لیے ایک عذاب کے مانند ہیں اور اِس عذاب میں میں خود کو اسی طرح سے مبتلا محسوس کرتا ہوں' جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے آتشِ نمرود میں داخل ہو کر خود کو محسوس کیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ عہدِ حاضر کی دانش بقول اقبال میرے لیے اسی طرح عذاب کے مانند ہے' جس طرح حضرت ابراہیمؑ کے لیے آتشِ نمرود تھی اور جس طرح آتشِ نمرود سے حضرت ابراہیمؑ بحفاظت نکل آئے تھے۔ اسی طرح میں بھی ان شاءاللہ اِس عذاب سے محفوظ رہوں گا جس میں مبتلا ہوں۔

3۔ میرا قافلہ امر واقع یہ ہے کہ سراب کو منزل سمجھ کر دھوکا کھا بیٹھا ہے' ورنہ اگر وہ حقیقتِ حال کا ادراک رکھتا تو اُسے یہ جاننے میں دقت نہ ہوتی کہ ستانے کے لیے قیام سے کہیں زیادہ بہتر مسلسل سفر ہوتا' خواہ اس عمل میں کتنی ہی تکلیفوں کا سامنا ہوتا۔
مطلب یہ ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں اور آسائشوں میں اس قدر منہمک ہو گیا ہے کہ وہ دنیا کو اپنی منزل مقصود سمجھنے لگا ہے اور اس لیے موت کے نام سے لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ رحیل میں منزل سے زیادہ نشاط ہے' کیونکہ سفر میں انسان کو نئے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور نئے تجربے حاصل ہوتے ہیں اور موت بھی سفر ہی کی ایک صورت ہے:

موت کیا شے ہے؟ فقط عالمِ معنی کا سفر

4۔ ''تیغِ اصیل'' اُس تلوار کو کہتے ہیں' جس کی دھار میں کاٹتے وقت اور زیادہ تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہتے ہیں' اے مخاطب! اگر تجھ میں خودی کے فلسفے کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے تو میرے کلام کا مطالعہ کر' کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ نفع کے بجائے مجھے نقصان ہو گا۔
واضح ہو کہ خودی کا فلسفہ تیغِ اصیل کی طرح ہے۔ اگر کوئی تیغ زنی کا فن نہیں جانتا' تو تلوار اُس کے حق میں بلائے جان ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ممکن ہے' وہ اپنے آپ کو زخمی کرلے۔ اسی طرح جو شخص صاحب نظر نہیں ہے' وہ نکاتِ خودی سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وہ خودی' خود بینی اور خود پرستی میں امتیاز نہیں کر سکتا۔
جب 1914ء میں ''اسرارِ خودی'' پہلی مرتبہ شائع ہوئی تو بعض لوگوں نے خودی کو خود بینی یا خودداری کا مترادف سمجھ کر ہدفِ اعتراض بنا لیا کہ علامہ اقبال تو مسلمانوں کو خود بینی' خودداری یعنی تکبر کی تلقین کر رہے ہیں' حالانکہ خودی کا مفہوم خود بینی بھی تکبر نہیں ہے۔ علاوہ بریں خود بینی بھی اقبال کی مخصوص اصطلاح ہے۔ یعنی اپنی خودی کی نگہداشت یا مطالعۂ باطنی' جسے تکبر سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

5۔ ''درسِ فرنگ'' سے اقبال کی مُراد اپنا وہ زمانۂ تعلیم ہے جو انگلستان اور جرمنی میں بسر ہُوا' جبکہ وہ فلسفہ کی اِن کتابوں کا مطالعہ کر رہے تھے' جن میں اللہ کی ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے' لیکن عقلی دلائل سے' جیسا کہ اہلِ علم جانتے ہیں' اللہ کی ہستی پر یقین کامل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس بات کو اقبال نے ''حجابِ دلیل'' سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی عقلی دلائل دراصل ایمان کے بجائے شکوک پیدا کر دیتی ہیں۔ اِس کا تجربہ دنیا میں ہر فلسفہ دان کو ہوا ہے۔
یورپ سے واپسی کے بعد اقبال نے قرآن حکیم اور مثنوی مولانا روم کا مطالعہ شروع کیا اور اِن دونوں کتابوں کی بدولت اُن کے اندر اللہ کی ہستی پر ایمان پیدا ہوا۔ ان کتابوں نے اقبال کو اِس حقیقت سے آگاہ کیا کہ ایمان باللہ کا ذریعہ عقل نہیں ہے' بلکہ قلب ہے۔ اس بات کو اقبال نے ''حضور کی لذت'' سے تعبیر کیا ہے۔
اب اِس شعر کا مطلب واضح ہو گیا۔ اقبال کہتے ہیں کہ جب مثنوی کی بدولت مجھ پر قرآن حکیم کے حقائق و معارف منکشف ہوئے تو اب کبھی کبھی مجھے اپنا وہ زمانہ یاد آتا ہے' جب میں فلسفے کی مدد سے اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے درپے تھا' لیکن فلسفہ میرے حق میں ''حجابِ اکبر'' بن گیا تھا' مگر جب میں نے عقلی طریق ترک کر کے عشق کا طریق اختیار کیا تو مجھے حضوری کی لذت حاصل ہو گئی۔ غرضیکہ اقبال نے اپنے تیس سالہ علمی تجربوں کا خلاصہ اِس مصرعے میں پیش کر دیا ہے۔

کہاں حضور کی لذت' کہاں حجابِ دلیل

6۔ اِس شعر میں علامہ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ نامساعد حالات کی اندھیری رات میں تم لوگ اپنے قافلے سے بھٹک کر رہ گئے' البتہ اگر تو اشعار اور ان کی فکر کی گہرائی سے استفادہ کر سکے تو یہ تیرے لئے شب کی تاریکی میں روشن چراغ کے مانند ہوں گے۔

7۔ حرمِ کعبہ کی داستان اور پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے علامہ کہتے ہیں کہ یہ بظاہر غریب و سادہ ہونے کے باوجود تاریخی سطح پر ہمہ جہت رنگوں کی حامل ہے' اس لیے کہ اس کی عظمت و تعمیر کی انتہا نواسۂ رسول امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ سے ہوئی ہے' اور ابتدا اللہ کے پیغمبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جذبۂ شہادت سے۔ اقبال کے بعض دوسرے اشعار کی طرح یہ شعر بھی اُن کے کلام میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

منبر و محراب

اسلام پر پوپ کے تازہ حملے کے مضمرات

مسجد دارالسلام' باغ جناح' لاہور میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ العالی کے عید الفطر کے خطاب کی تلخیص

تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا:

حضرات! آج میں حالات حاضرہ کے حوالے سے اپنی گفتگو کا آغاز علامہ اقبال کے چند اشعار سے کر رہا ہوں' جن میں موجودہ عالمی حالات کی بھرپور تصویر کشی کی گئی ہے۔ علامہ اقبال بلاشبہ اس دور کے عظیم فلسفی' شاعر اور مفکر قرآن تھے' جنہیں اللہ نے مستقبل میں جھانکنے کی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ وہ فرماتے ہیں ۔

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

یہاں بدن سے مراد ہے مادیت یعنی میٹیریلزم' جس کی انتہا موجودہ ٹیکنالوجی weapon of mass destruction کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ روح سے مراد مذہب' دین' روحانیت اور تعلق مع اللہ ہے۔ ان دونوں کا معرکہ اگرچہ ابلیس اور اہل حق کے درمیان ابتداء سے جاری ہے۔ روح و بدن کا ایک معرکہ نبی اکرم ﷺ آپؐ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور مشرکین عرب کے درمیان پیش آیا۔ لیکن دورِ حاضر ایک مرتبہ پھر روح و بدن اور حق و باطل کے درمیان بہت بڑا تصادم ہونے والا ہے۔ اِس معرکے میں ایک طرف فرزندانِ توحید ہیں' جبکہ دوسری طرف مغربی تہذیب کے علمبردار ہیں' وہ بے خدا تہذیب کہ جس نے انسان کو درندہ بنا دیا ہے۔ اگرچہ اپنے معاشروں میں وہ بہت امن پسند ہیں' لیکن دوسروں کے لیے وہ درندگی کی تمام حدیں پھلانگنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ان کی درندگی کے مظاہر افغانستان اور عراق میں آج ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ اقبال کہہ رہے ہیں کہ معرکۂ حق و باطل میں اللہ تعالیٰ کو اپنے جاں نثاروں کی موجودہ ایمانی قوت پر بھروسہ ہے جبکہ شیطان کے پاس سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کی صورت میں جدید اسلحہ اور مشینی آلات ہیں' جن کے سہارے وہ اہل ایمان کو شکست دینے نکلا ہے۔

ان اشعار کے تناظر میں اگر ہم موجودہ عالمی حالات پر نظر ڈالیں تو سب سے بڑی حقیقت یہ نظر آتی ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف عیسائی یہودی گٹھ جوڑ بہت مضبوط ہو چکا ہے۔ یہ گٹھ جوڑ زیادہ پرانا نہیں ہے۔ اِس لئے کہ پہلی صلیبی جنگ کے وقت عیسائی بیک وقت مسلمانوں اور یہودیوں کے دشمن تھے۔ نزول قرآن کے وقت عیسائی اسلام کے اتنے سخت دشمن نہ تھے جتنے سخت کہ یہود تھے۔ ظہور اسلام کے وقت ان دونوں میں کوئی دوستی نہ تھی۔ یہود نے اپنی مکارانہ ذہنیت کے استعمال سے آہستہ آہستہ عیسائیوں کو اپنے دام میں پھنسا لیا اور عیسائی آج یہود کے عزائم کی تکمیل میں ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں۔

> پروٹسٹنٹ عیسائی گریٹر اسرائیل کے قیام' ہیکل سلیمانی کی تعمیر' تختِ داؤدی کی تنصیب اور آرمیگاڈان کی حد تک یہودیوں کے ساتھ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کاموں کی تکمیل کے بعد مسیحؑ ابن مریم کی دوبارہ آمد ہوگی اور وہ دنیا پر حکومت کریں گے۔

یہودیت اور عیسائیت آج بالعموم پوری انسانیت اور بالخصوص عالم اسلام پر حملہ آور ہے۔ اس حملے کے تین محاذ ہیں۔ پہلا محاذ پوری عالم انسانیت کے خلاف ہے۔ اِس کا ہدف یہ ہے کہ پوری دنیا کو سودی مالیاتی نظام میں جکڑ لیا جائے اور یوں وہ دنیا کے انسانوں کی تقدیر کے مالک بن جائیں۔ ورلڈ بنک' آئی ایم ایف اور ٹرپس کے معاہدے اسی مقصد کے لیے ہیں۔ اس جنگ میں ظاہری طور پر یہودی اور عیسائی برابر کے شریک ہیں' لیکن باطنی طور پر یہ جال اصلاً یہود ہی کا بچھایا ہوا ہے کیونکہ بنکنگ کے نظام کی تمام کنجیاں یہود ہی کے ہاتھوں میں ہیں۔ یہود اپنے سوا تمام انسانوں کو جانور سمجھتے ہیں' لہٰذا وہ انہیں حیوان کی سطح پر زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا پروگرام ہے کہ لوگوں کو دنیا کا رسیا اور شہوات کا غلام بنا دیا جائے' کہ اس طرح وہ انسانیت سے دور ہوتے چلے جائیں گے اور جانوروں کی طرح ان کے غلام بن جائیں گے۔ اور ان کی کمائی کا اصل حصہ عالمی مالیاتی نظام کے باعث یہود کی جیب میں پہنچ جائے گا۔ جبکہ بچا کھچا ان کے کھانے کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ تانگے میں جتے گھوڑے کی طرح زندہ رہ کر ان کی خدمت کر سکیں۔

دوسرے محاذ پر یہودی عظیم تر اسرائیل کے لئے کوشاں ہیں۔ اُن کا ہدف گریٹر اسرائیل کا قیام ہے۔ جس میں مصر کا زرخیز علاقہ' صحرائے سینا' سعودی عرب کا شمالی حصہ' پورا شرق اردن' پورا عراق' پورا شام' پورا لبنان اور ترکی کا مشرقی حصہ شامل ہوگا۔ اسرائیل کی پارلیمنٹ کے فرنٹ پر یہ نقشہ اسی طرح بنا ہوا ہے۔ اس پروگرام کا دوسرا حصہ مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرہ کو گرا کر تیسرا ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے۔ اس کا مکمل آرکیٹیکٹ انہوں نے تیار کر رکھا ہے۔ اسی ہیکل سلیمانی میں حضرت داؤدؑ کا تخت لا کر رکھا جائے گا جو کہ ایک پتھر تھا۔ اس پتھر پر حضرت سلیمان اور حضرت داؤدؑ کی تاج پوشی ہوئی تھی۔ اِس وقت وہ پتھر انگلینڈ میں ایک شاندار تخت کی سیٹ میں نصب ہے۔ اور برطانوی پارلیمنٹ کے ساتھ ایک چرچ میں محفوظ ہے۔ اب بھی انگریز بادشاہوں اور ملکاؤں کی تاجپوشی اسی تخت پر ہوتی ہے۔ یہود اس تخت کو لا کر تیسرے ہیکل سلیمانی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے جب یہ کام مکمل ہو جائیں گے تو اس مسیح موعود کی آمد ہوگی جس کی سابقہ انبیاء خبر دیتے آئے ہیں۔ اگرچہ حضرت مسیحؑ اس دنیا میں آ چکے ہیں۔ لیکن یہود نے اس وقت ان کا انکار کیا اور انہیں جھوٹا اور جادوگر قرار دے کر سُولی پر چڑھانے کی سازش کی۔ بہرحال ان کا خیال ہے کہ حضرت مسیحؑ نے ابھی آنا ہے جنہیں وہ اپنے لیے نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ مسیحؑ کی آمد کے بعد پوری دنیا پر ان کی حکومت قائم ہو جائے گی اور انہیں تمام مصائب سے چھٹکارا مل جائے گا۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے یہودی مشرق وسطیٰ میں ایک بہت بڑی جنگ کی آگ دہکا رہے ہیں' جسے وہ آرمیگاڈان کہتے ہیں۔ وہ اِس جنگ کے ذریعے عالمِ عرب کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں تاکہ عظیم تر اسرائیل کے قیام کے لیے علاقوں کا حصول' مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرہ کا انہدام اور ہیکل سلیمانی کی تعمیر ممکن ہو سکے۔ وگرنہ مسلمان انہیں ایسا کبھی نہ کرنے دیں گے۔ اس جنگ کو احادیث میں الملحمۃ العظمیٰ کہا گیا ہے۔ آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جنگ اب قریب ہے۔ احادیث کے مطابق دین سے بے وفائی کی سزا کے طور پر اولاً اس جنگ میں عربوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ بعد ازاں اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گا' جس کے لیے پاکستان اور افغانستان کا خطہ خصوصی رول ادا کرے گا۔

تیسرا حملہ یا محاذ عیسائیوں سے متعلق ہے۔ عیسائیوں میں دو گروہ بن گئے ہیں۔ ایک رومن کیتھولک اور دوسرے پروٹسٹنٹ عیسائی۔ امریکہ اور برطانیہ پروٹسٹنٹ ہیں۔ پروٹسٹنٹ عیسائی یہودیوں کے آلہ کار بن چکے ہیں۔ یہ صیہونیت کو یہودیوں سے بڑھ کر سپورٹ کرتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ عیسائی گریٹر اسرائیل کے قیام' ہیکل سلیمانی کی تعمیر' تختِ داؤدی کی تنصیب اور آرمیگاڈان کی حد تک یہودیوں کے ساتھ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان کاموں کی تکمیل کے بعد مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد ہو گی اور وہ دنیا پر حکومت کریں گے۔ گویا وہ اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے یہود کا ساتھ دے رہے ہیں۔

رومن کیتھولک عیسائیوں کا اپنا ایجنڈا ہے۔ وہ عظیم رومن ایمپائر کے احیاء کے لیے آخری صلیبی جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پورا یورپ مل کر فلسطین کو فتح کرے اور یروشلم کو جو عیسائیوں کے نزدیک بھی مقدس سرزمین ہے' مسلمانوں سے چھینا جائے اور اس کے ساتھ دوسرے علاقے حاصل کر کے رومن ایمپائر قائم کی جائے۔ رومن کیتھولک کا سربراہ پوپ ہے' جسے پروٹسٹنٹ شیطانِ اعظم کہتے ہیں۔ رومن کیتھولک اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں اور ان کا نام و نشان مٹا دینا چاہتے ہیں۔ موجودہ 265 ویں پوپ نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے گویا آخری کروسیڈ کے لیے طبلِ جنگ بجا دیا ہے۔ قرآن حکیم کی توہین اور نازیبا خاکوں کی اشاعت جیسے واقعات کا مقصد مسلمانوں کو مشتعل کرنا ہے تاکہ وہ ان کے خلاف کھڑے ہوں اور انہیں کچل دیا جائے۔ اب اس پس منظر میں سورۃ المائدہ کی آیت کا مطالعہ کریں جو میں نے آغاز میں تلاوت کی تھی' جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اے اہل ایمان! یہود و نصاریٰ کو اپنا حمایتی اور دوست نہ سمجھو (بناؤ)۔ وہ ایک دوسرے کے حمایتی ہیں اور تم میں سے اگر کسی نے انہیں اپنا دوست (حمایتی) بنایا تو وہ بھی انہی میں شمار ہو گا۔ اور جان لو اللہ تعالیٰ ایسے نابکاروں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

اب ذرا پورے عالم اسلام پر نظر ڈالیے۔ بیشتر مسلمان حکمران یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور حمایتی بنائے ہوئے ہیں اور ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ یورپ ترکی کو یورپی یونین کا ممبر بنانے کو تیار نہیں۔ لیکن ترکی ان میں گھسنے کے لیے کتنا بے قرار ہے۔ ہم نے یہود و نصاریٰ کو راضی کرنے کے لیے افغانستان میں طالبان کو بے سہارا چھوڑا کہ نہیں؟ جبکہ سورۃ البقرہ میں صاف بتا دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی صورت مخلص نہیں ہو سکتے۔

''یہود و نصاریٰ کی بڑی تعداد وہ ہے جو چاہتی ہے کہ تمہیں تمہارے ایمان سے پھیر کر کفر میں لے جائے۔ ایسا وہ حسد کے باعث کر رہے ہیں اور حالانکہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔''

اور سورۃ البقرہ ہی میں فرمایا:

''اے مسلمانو! یہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے بس میں ہو تو تمہیں کافر بنا دیں۔''

سورۂ آل عمران کی یہ آیت بہت جامع ہے:

''اے مسلمانو! اگر تم اطاعت کرو گے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی' تو وہ تمہیں لازماً ایمان سے پھیر کر کفر میں لے جائیں گے۔''

آخری آیت جو میں نے ابتدا میں تلاوت کی تھی اور قرآن حکیم میں دو مرتبہ تھوڑے سے فرق سے آئی ہے' اُس میں واضح کر دیا گیا کہ

''یہ تُلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور (اسلام) کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ جبکہ اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا۔ چاہے یہ کافروں کو کتنا ہی ناپسند ہو۔''

اللہ یقیناً اپنے دین کو غالب کرے گا۔ ایک تدبیر کفار چل رہے ہیں اور ایک اللہ کی مشیت ہے۔ بلاشبہ اللہ کی تدبیر ہی غالب آئے گی۔ کفار کی تدبیر تو یہ ہے کہ اپنے ان ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے' جس میں یہودیوں' پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے مشترکہ دشمن مسلمان ہیں' مشرق وسطیٰ کو میدانِ جنگ بنا دیا جائے۔ اس مقصد کی غرض سے ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لیے مسجد اقصیٰ اور گنبد صخرہ کو گرا دیا جائے۔ نتیجتاً عرب نوجوان جوش میں آئیں گے' جنہیں پہلے تو یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ مسلمان حکمران بھونیں گے۔ اگر اس کے بعد بھی مسلمانوں کی طرف سے مزاحمت ہوئی تو اسے یہودی اور عیسائی مل کر ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

امریکی وزارتِ دفاع نے گریٹر اسرائیل کے قیام کے

پریس ریلیز

باجوڑ کے دینی مدرسہ پر حالیہ بمباری دہشت گردی اور بربریت کی بدترین مثال ہے

صدر پرویز مشرف میں اخلاقی جرأت ہے تو فی الفور مستعفی ہو جائیں

حافظ عاکف سعید

باجوڑ کے دینی مدرسہ پر حالیہ بمباری اور اس کے نتیجے میں 83 بے گناہ مسلمانوں کی شہادت دہشت گردی اور بربریت کی بدترین مثال ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے سانحہ باجوڑ پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ بعض ذرائع کے مطابق یہ حملہ براہ راست امریکہ نے کیا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہے تو یہ وطن عزیز کے خلاف کھلا اعلانِ جنگ ہے' اور ہماری آزادی' خودمختاری اور ریاستی اقتدارِ اعلیٰ پر کاری ضرب ہے۔ اِس سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ امریکہ روز بروز پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے۔ اور وہ پاکستان کو اپنی کھلی دہشت گردی کا نشانہ بنانے پر تُل گیا ہے۔ اس کے بعد اب مزید امریکہ کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف اس کی نام نہاد مہم میں تعاون کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ صدر پرویز مشرف کے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں کہ وہ واقعی کمانڈو بن کر' ڈٹ کر امریکہ سے تعاون کے خاتمے کا اعلان کریں اور اس سے پہلے بزدلی کی جس پالیسی پر وہ ملک کو لے کر چل رہے تھے اُسے فی الفور ترک کر دیا جائے۔ اگر یہ آپریشن پاک فوج نے کیا ہے تو یہ اور بھی شرمناک ہے' کیونکہ اِس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ حکمران اپنے اقتدار کے تحفظ اور امریکہ کی خوشنودی کے لئے اِس حد تک جا سکتے ہیں کہ اپنے ہی ملک کے بے گناہ لوگوں کو ہلاک کر دیں۔ اگر ایسا ہے تو پرویز مشرف کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس ملک خداداد پاکستان کی تقدیر کا مالک بن کر اپنی ہی قوم کو تہ تیغ کرنا شروع کر دے۔ اگر صدر میں اخلاقی جرأت ہے تو انہیں فی الفور مستعفی ہو جانا چاہیے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی' پاکستان)

لیے مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ جاری کیا ہے۔ اس کے مطابق ترکی کا مشرقی حصہ' ایران اور عراق کا کردستان مل کر ایک ریاست بنے گا۔ سعودی عرب کا شمالی حصہ اور اردن ملا کر گریٹر اردن قائم ہو گا۔ سعودی حکومت کو مکہ اور مدینہ تک محدود کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ عراق کے جنوبی حصہ' کویت' خلیج کا مغربی ساحل' سعودی عرب کے شیعہ علاقوں اور ایران کے علاقہ اہواز پر مشتمل عرب شیعہ ریاست قائم کی جائے گی۔ تاکہ انہیں ایرانی شیعہ سٹیٹ کے مقابلے پر کھڑا کیا جا سکے۔ اب آیئے' دیکھیں پاکستان کی طرف کہ ''تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں'' میں کے مصداق ہمارے خلاف کفار کیا پلاننگ کر رہے ہیں۔ پاکستان اور ایران کے بلوچستان کو ایک کر کے آزاد بلوچستان قائم ہو گا۔ پختونستان کا علاقہ افغانستان میں ضم ہو جائے گا۔ پاکستان کے شمالی علاقے آزاد کشمیر اور ہندوستان کا کشمیر مل کر آزاد کشمیر کی ریاست بنے گی۔ پاکستان صرف پنجاب اور سندھ کے کچھ حصے پر مشتمل رہ جائے گا۔

یہ کفار کی تدبیریں ہیں۔ قرآن و احادیث کی رُو سے اللہ کی تدبیر یہ ہے کہ دین سے بے وفائی کی سزا کے طور پر پہلے مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں مار پڑے گی۔ پھر حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے ذریعے مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گا اور کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو جائے گا۔ البتہ دین کے غلبہ کے لیے مسلمانوں کو جدوجہد کرنا ہو گی۔ دنیا کو بتانا ہو گا کہ ہم تمہارا باطل نظام نہیں چلنے دیں گے۔ البتہ ہم جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنائیں گے' کیونکہ دین میں جبر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری تاریخ میں کبھی کسی کو جبراً مسلمان نہیں کیا گیا۔ اس اعتبار سے یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا۔ تلوار نظام باطل کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ چنانچہ جب کافرانہ نظام ختم ہوا اور اسلام کا عادلانہ نظام قائم ہوا تو دنیا اسلام کی برکات کو دیکھ کر مسلمان ہوئی ہے۔ آج اگر کسی ایک ملک میں اسلامی نظام قائم ہو جائے تو جنگ کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔ دنیا میڈیا کے ذریعے اسلام کی برکات کا مشاہدہ کر کے خود اسلامی نظام کی طرف لپکے گی۔

اسلامی نظام کے قیام کی ذمہ داری سب سے زیادہ پاکستانی مسلمانوں کی ہے۔ ہم نے یہ ملک اس لیے حاصل کیا تھا کہ یہاں عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید اسلامی ریاست قائم کر کے دنیا کو نمونہ دکھائیں گے۔ لیکن افسوس کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج دنیا ہمیں ناکام ریاست قرار دے رہی ہے۔ اگر ہم نے اب بھی دین کو اپنی زندگیوں میں اختیار نہ کیا اور ملک میں اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد نہ کی تو خاکم بدہن پاکستان کا وجود برقرار نہ رہے گا اور ہم عراقیوں اور افغانیوں کی طرح دشمن کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ (مرتب: فرقان دانش خان)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

ان شاء اللہ العزیز رفقائے تنظیم اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماعِ عام

12 تا 14 نومبر 2006ء (بروز اتوار' سوموار' منگل)

فردوسی فارم' سادھوکے میں منعقد ہو گا

☆ اجتماع کا آغاز 12 نومبر (اتوار) 4 بجے سہ پہر ہو گا اور یہ 14 نومبر (منگل) نماز ظہر تک جاری رہے گا۔

☆ اس اجتماع میں تمام ملتزم و مبتدی رفقاء شریک ہوں گے۔

☆ **رفقاء و احباب کے لئے ہدایات:**

1) نومبر سے لاہور میں رات کے وقت موسم قدرے سرد ہو جاتا ہے' اس لئے شرکاء اجتماع موسم کے مطابق بستر اپنے ہمراہ ضرور لائیں۔
2) شرکاء اجتماع کو اجتماع گاہ تک پہنچانے کے لئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر استقبالیہ کیمپ 12 نومبر کی صبح 6 بجے سے لے کر نماز عصر تک رہے گا۔ اس کے بعد آنے والے رفقاء اپنے طور پر اجتماع گاہ میں پہنچیں گے۔
3) اپنے طور پر اجتماع گاہ پہنچنے والے رفقاء کے لئے مرید کے اور کاموں کے درمیان سادھوکی کے مقام پر استقبالیہ کیمپ لگایا جائے گا جو کہ 12 نومبر کی صبح سے رات عشاء تک قائم رہے گا۔ وہاں سے رفقاء کو اجتماع گاہ تک لے جانے کا مناسب بندوبست موجود ہو گا۔
4) اجتماعی طور پر بذریعہ بس سفر کرنے والے رفقاء کو واپسی پر لاہور سٹیشن پر پہنچا دیا جائے گا۔
5) ڈینگو وائرس کی وبا کے پیش نظر احتیاطی تدبیر کے طور پر ہر رفیق تنظیم Mospel کی شیشی ساتھ لائے۔

(اس اجتماع میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے)

المعلن: ناظم اجتماع **ڈاکٹر غلام مرتضیٰ** امیر حلقہ لاہور

فون دفتر: 5845090-5858212 موبائل: 0333-4203693

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگز ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے روشن کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امان کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: **0946-725056**' ہوٹل: **0946-835295**' فیکس: **0946-720031**

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

ظلم و بربریت کے خلاف کینیڈین باشندے مہر ارار کی صدائے احتجاج
ہمارے ہاں بھی ایجنسیاں لوگوں کو اغوا کرتی ہیں لیکن کوئی مہر ارار آگے کیوں نہیں آتا

سردار اعوان

مسلمان ممالک سے اردن کی ہاشمی سلطنت ہو یا شام کی دروزی ڈکٹیٹر شپ' حق کی بات کبھی نہیں آئی' جب بھی بات ہوتی ہے تو شرمناک کردار سامنے آتا ہے۔ کینیڈا کے شہری مہر ارر (Maher Arar) نے' جن کا امریکہ میں داخلہ ممنوع ہے' Letelier- moffit International Human Rights کے لئے وڈیو پر جو تقریر ریکارڈ کرائی تھی اور ان کی طرف سے واشنگٹن ڈی سی میں 18 اکتوبر 2006 کو انہیں ایوارڈ دینے کی تقریب میں دکھائی گئی تھی' اس کا اور اس پر بعض لوگوں کے تاثرات کا ایک خلاصہ پیش ہے' مہر ارر اور ان کی بیوی دونوں کینیڈا کے نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ شہری تھے۔

''میرے لئے Letelier-Moffit کا اس سال کا ایوارڈ مجھے دینے کا فیصلہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ہماری طرف سے عدل کے لئے کی جانے والی ہر جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ صرف میں ہی نہیں' ایسے بے شمار لوگ ہیں جنہیں اغوا کر کے غیر قانونی طور پر حراست میں رکھ کر مختلف نوع کی اذیت دی جاتی ہے اور کوئی جرم ثابت نہ ہونے پر بالآخر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میرے ساتھ یہ گھناؤنا کھیل 26 ستمبر 2002 کو JFK ایئر پورٹ سے شروع ہوا جہاں میں کینیڈا جاتے ہوئے رکا تھا۔ مجھے زنجیروں میں جکڑ کر لگ بھگ دو ہفتے تک قید میں رکھ کر طرح طرح سوالات پوچھے جاتے رہے' جس کے بعد ایک خصوصی طیارے کے ذریعہ اردن اور وہاں سے شام روانہ کیا گیا جہاں شامی حکام نے دس ماہ تک عقوبت خانوں میں قید رکھا اور مجھ پر مظالم کے پہاڑ ڈھاتے گئے' لیکن اس دوران کینیڈا میں میری بیوی کی کوششوں کے نتیجہ میں بالآخر انہیں مجھے رہا کرنا پڑا مگر اس حال میں کہ میں اب ذہنی اور جسمانی طور پر زندگی بھر کے لئے معذور ہو چکا ہوں۔ تاہم میں نے فیصلہ کیا تھا کہ بقیہ زندگی عدل کی جستجو میں صرف کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ جیسے انصاف پسند امریکیوں کا تعاون میسر رہا تو وہ دن دور نہیں جب اس روئے ارضی پر عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا۔''

مہر اور ان کی یہ تقریر' جو ظاہر ہے خاصی غمناک تھی' مختلف ویب سائٹس پر بھی رکھی گئی ہے۔ اس حوالہ سے وہاں کے مختلف حضرات نے شدید غم وغصہ اور رنج کا اظہار کیا تھا جس کی ایک جھلک یہاں پیش ہے۔

(بحوالہ: Information clearnghouse. info/article 15424.htm)

''......اصل دہشت گرد وہ ہیں جن کے پاس امریکہ کا اقتدار ہے۔ ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہئے جو انہوں نے دہشت گردی کے نام پر پوری دنیا کے لئے اختیار کر رکھا ہے۔ آپ کی یہ جدوجہد رائیگاں نہیں جائے گی......''

''ہم امریکی شرمندہ ہیں اپنی قیادت کے کرتوتوں کے سبب۔ ہم آپ کے دکھوں کا مداوا تو نہیں کر سکتے لیکن یقین جانیے' ہم واقعۃً شرمندہ ہیں......''

''......ان سے زبردستی اقتدار چھین لو اور ان کی تکا بوٹی کر دو......''

''......بش سینئر اور بابرہ' تم نے کیسا ناخلف بیٹا اس ملک کو دیا......''

''......یہ یک طرفہ ظلم کا معاملہ زیادہ دیر نہیں رہے گا' اس کا ردعمل ہوگا......''

''......یہ نہ سمجھئے کہ سارا کیا دھرا امریکہ کا ہے۔ اس میں کینیڈا سمیت امریکہ کے پٹھو شامل ہیں......''

''......کتنے دکھ کی بات ہے یہ حقیقت کہ جمہوریت پرست امریکہ نے شام کے کھلے ڈکٹیٹر سے جرائم میں تعاون حاصل کیا......''

''مہر ارر اگر کینیڈا کے گورنر جنرل کی نشست کے لئے کھڑے ہوں تو ہم ان کی حمایت کریں گے۔ ایسے لوگ ہمارے لئے بہت قیمتی ہیں......''

''......امریکی فوج کو بغاوت کر دینی چاہیے۔ وقت گزر رہا ہے۔ اس کے سوا چارہ نہیں......''

''......ایسے خوفناک واقعات کی موجودگی میں کیسے کوئی باشعور شخص آرام کی نیند سو سکتا ہے......''

''......بعید از قیاس نہیں کہ کینیڈین حکام اس گھناؤنے جرم میں شامل ہوں......''

''ارر جی آپ کی باتیں سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ارر! اپنے آپ کو کینیڈین شہری کہتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے......''

''......بش اینڈ کمپنی نے جس طرح دنیا میں دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے اس کی پاداش میں ان کے خلاف جنگی جرائم کے مقامات قائم ہونے چاہئیں......''

''......کیا دنیا میں نیک اور خدا ترس لوگ ختم ہو گئے کہ ان جرائم کے خلاف کہیں سے کوئی آواز بلند نہیں ہوتی......''

''دنیا میں اس وقت جتنی حکومتیں ہیں ان سب کا نہیں تو ان سب سے اکثر کا بشمول امریکی حکومت' خاتمہ ضروری ہے......''

تاثرات کا یہ ایک طویل سلسلہ ہے۔ یہاں صرف چیدہ چیدہ باتیں نوٹ کی گئی ہیں۔ مقصد صرف یہ توجہ دلانا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اگر عوام کو اظہار رائے کی آزادی حاصل ہے یا ان کے بنیادی حقوق محفوظ ہیں تو اس کے لئے انہوں نے جدوجہد کی ہے' انہیں یہ سب کچھ بطور عطیہ نہیں مل گیا۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں اول تو لوگوں کو ان چیزوں کا شعور ہی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ یہاں بھی لوگ اغواء ہوتے ہیں اور انہیں ناجائز طور پر قید میں رکھا جاتا ہے لیکن یہاں کبھی کوئی مہر ارر آگے نہیں آتا' جو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کر سکے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے مدیر شعبہ مطبوعات حافظ خالد محمود خضر کے بہنوئی محمد عبداللہ صابری کا عیدالفطر کے روز انتقال ہو گیا۔

☆ انجمن خدام القرآن سرحد کے مجلس منتظمہ کے ممبر ''فاروق ثاقب کی والدہ فوت ہو گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی باجوڑ خار کے رفیق فضل وہاب کی والدہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللھم اغفر لھم وار حمھم وحاسبھم حسابًا یسیرًا

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ......

محمد سمیع

اللہ تعالیٰ نے ہمیں مختلف صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ان میں سے ایک بصارت یعنی دیکھنے کی صلاحیت ہے۔انسان اپنی آنکھوں کی مدد سے دیکھتا ہے۔لیکن ایک ہوتی ہے بصیرت یعنی دل سے کسی شے کو دیکھنا۔قرآن حکیم میں آیا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ یہ دل ہیں جو اندھے ہوجاتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ''انسان کی آنکھیں خوب روشن ہوجاتی ہیں لیکن چونکہ اس کے دل کی آنکھیں اندھی ہوجاتی ہیں لہٰذا وہ راہ ہدایت کو دیکھ نہیں پاتا اور ظلمات کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے۔

قرآن حکیم قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے کتاب ہدایت ہے اور انسانوں کے ہر طبقے اور گروہ کے لئے ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی کے لئے مختلف باتوں کو مختلف مثالوں سے سمجھانے کا اہتمام فرمایا ہے۔ان میں سے ایک بہت ہی بلیغ مثال وہ ہے جو سورۃ الحج کے آخری رکوع کی ابتدائی آیات میں آئی ہے۔یہ مثال مشرکین اور ان کے معبودوں کے بارے میں ہے۔فرمایا گیا ''اے لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے، ذرا اسے غور سے سنو۔بیشک لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ایک مکھی پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں خواہ تمام معبودان باطل مل کر یہ کام کرنا چاہیں بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی شے چھین کر لے جائے تو ان میں اتنی قوت بھی نہیں کہ وہ اس شے کو دوبارہ حاصل کرسکیں۔کتنے کمزور ہیں چاہنے والے بھی اور چاہے جانے والے بھی۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر نہیں کی جو اس کا حق ہے۔اگر ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہوتا تو ان پر اللہ تعالیٰ کی قدر منکشف ہوتی اور وہ اسے اپنا رب تسلیم کرتے اور اپنی کسی حاجت کے لئے غیر اللہ کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے۔یہ تو معاملہ تھا مشرکین کا' مگر افسوس کہ ہم بھی اس معاملے میں مشرکین سے پیچھے نہیں۔ اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی قدر منکشف ہوتی تو ہمیں اس کے اس بیان پر دل کی گہرائیوں سے یقین ہوتا کہ اگر وہ ہماری مدد کرنا چاہے تو کوئی ہم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ ہی ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لے تو کون ہے جو ہماری مدد کو آئے۔

ہم ایک مادی دور میں جی رہے ہیں' لہٰذا ہمارا سارا توکل مادی اسباب پر ہے۔نائن الیون کے سانحے کے بعد جب ہمیں پتھر کے دور میں واپس پہنچانے کی دھمکی دی گئی تو ہمیں اپنے ضعف کی قدر تھی مگر اللہ کی قدرت کاملہ اور اُس پر بھروسے اور اعتماد کی دولت سے محروم تھے' لہٰذا فوراً اس دھمکی کے آگے سرنگوں ہوگئے۔ہم بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ محمد میں یہ واضح کردیا ہے کہ اہل ایمان کا والی و مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور کافروں کا کوئی والی و مددگار نہیں۔آج یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے کہ کافروں کا کوئی والی و مددگار نہیں۔اگر ایسا ہوتا تو امریکہ جس کی طاقت کے

وطن عزیز کی صورت اس پرندے کی ہوچکی ہے جو زخموں سے چور ہے اور قریب اور دور کے گدھ اس انتظار میں ہیں کہ زندگی کی جتنی بھی رمق اس میں باقی ہے وہ جلد ختم ہو' تو وہ بوٹیاں نوچنے کے لئے اس پر پل پڑیں

آگے ہم نے اپنا سر جھکادیا، آج اس پوزیشن میں نہ ہوتا جس میں وہ ہے۔

ذرا تصور تو کیجئے اس امریکہ کا جس کی پشت پر ''الکفر ملت واحدۃ'' بن کر موجود تھی۔آج اس کے اتحادیوں میں کتنے ہیں جن میں وہ جوش وخروش باقی ہے جو نائن الیون کے فوراً بعد تھا بلکہ اس کے برعکس اس کے کتنے ہی اتحادی اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔آج اس کے سب سے بڑے اتحادی ٹونی بلیئر کو برطانیہ کے عوام نے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کردیا ہے کہ وہ جلد ہی اقتدار سے علیحدہ ہوجائے گا۔اس کو تو جانے دیجئے' حیرت تو اس بات پر ہے کہ آج لاکھوں امریکی اپنے صدر کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے سڑکوں پر آگئے ہیں۔اس کے باوجود ہم کائنات کی حقیقی سپر پاور کو بھولے رہیں اور امریکہ کو زمین کا سپر پاور تسلیم کرتے ہوئے اس کے آگے سرنگوں ہی رہنے پر مصرہ ہیں تو اس پر سوائے اظہار افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔

دوسری طرف جن لوگوں کو امریکہ نے مکھیوں سے زیادہ حقیر سمجھ کر ان پر جارحیت کی تھی، وہ اس کی جان کو آگئے ہیں۔ایک جنگی چال کے طور پر جب امریکی جارحیت کے خلاف طالبان نے پسپائی اختیار کی تو زبان طعن دراز کرنے والوں نے یہاں تک کہا کہ وہ ایسے ہی مومن تھے تو کیوں نہ ان کے لئے خدائی مدد کا ظہور ہوا۔

آج حال یہ ہے کہ ہم ہوں یا وہ جن کی فوج کے ہم ہراول دستہ بنے ہوئے ہیں، یہ سوچ کر لرزہ براندام ہیں کہ کہیں طالبان کی مزاحمت ایک عوامی تحریک میں نہ بدل جائے۔

سورۂ محمد میں فرمایا گیا کہ کیا وہ اب بھی قرآن پر تدبر نہیں کریں گے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں۔سورۃ الکھف میں فرمایا گیا کہ انسان بڑا جھگڑالو ہے۔بے شک ہمارا یہی حال ہے۔ہم یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں کہ ہم نے امریکہ کے ساتھ جو سودا کیا تھا' وہ خسارے کا سودا ثابت ہوا ہے۔ڈھٹائی کی حد یہ ہے کہ ہم اپنی غلط پالیسی میں آج بھی اپنے آپ کو حق بجانب قرار دینے کے لئے طرح طرح کے جتن کر رہے ہیں۔لیکن حقائق کیا ہیں؟ پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے جس شخصیت کو بخشا' افسوس کہ وہ محسن پاکستان بلکہ محسن امت آج پس زنداں ہے۔ہمارا ایٹمی پروگرام آج ہمارے دشمنوں کی آنکھ میں کانٹا بن کر چبھ رہا ہے اور ان کا بس نہیں چلتا کہ وہ ہمارے ایٹمی پلانٹ کو تباہ کردے۔کشمیر کی تحریک آزادی آج دہشت گردی ٹھہری ہے۔کہتے ہیں کہ معیشت بہت مضبوط ہوچکی ہے لیکن اس کے فوائد عوام تک تو کیا پہنچتے، ان زلزلہ زدگان تک بھی نہیں پہنچے جو ایک سال گزر جانے کے بعد بھی در بدر خیمہ بسر ہیں۔وطن عزیز کی صورت اس پرندے کی ہوچکی ہے جو زخموں سے چور ہے اور قریب اور دور کے گدھ اس انتظار میں ہیں کہ زندگی کی جتنی بھی رمق اس میں باقی ہے وہ جلد ختم ہوتو وہ بوٹیاں نوچنے کے لئے اس پر پل پڑیں۔

دنیا میں اگر اقتدار چل سکتا ہے تو صرف خدائے واحد کا۔وہ اپنے اقتدار و اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرسکتا۔لہٰذا کوئی فرد واحد کہیں اپنے اقتدار کو دوام دینے میں کامیاب نہیں ہوسکتا، خواہ وہ ہمارے فوجی صدر ہوں یا دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کا تسلط قائم کرنے کی کے لئے کوشاں امریکی صدر بش۔ان دونوں کی مثال طالب و مطلوب کی ہے اور قرآن نے فیصلہ دے دیا ہے کہ طالب و مطلوب دونوں کمزور محض ہیں۔

نفاذِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف

محمد حسین

ہمارے ملک میں نفاذِ دین کی جدوجہد کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ یوں تو اربابِ سیاست اور مذہبی رہنماؤں میں سے جسے دیکھیے اسی غم میں مبتلا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ تر بوالہوس ہی ہیں اور اس وادیٔ پرخار کا عالم ابھی تک وہی ہے جو فی الواقع اس وادی میں قدم رکھنا چاہے تو اسے معلوم ہو کہ اس مقصد کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے لئے کچھ ضروری اوصاف ہیں' جو قرآن و حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

نفاذِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کو توحید و رسالت اور معاد کے معاملے میں بالکل یک سو ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات حقوق میں نہ صرف یہ کہ وہ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں بلکہ اپنی قوم اور دنیا کی دوسری قوموں کے لئے وہ ان عقائد کے داعی بھی ہوں۔ عقلِ انسانی کی نارسائی پر یقین رکھتے اور مکان و لامکاں کے درمیان ایک قطعی اور واجب الاطاعت واسطے کی حیثیت سے رسالت کے قائل ہوں۔ دنیا کے مال و متاع اور روز و شب میں اپنے وجود کو آزمائش سمجھتے ہوں۔ آخرت کو اس دنیا سے زیادہ حقیقی تصور کرتے اور مرنے کے بعد اُخروی نجات کی خواہش دنیا کی سب خواہشوں سے بڑھ کر رکھتے ہوں۔ اس دین کو قائم کرنے کی مساعی میں وہ اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے سب چیزوں سے بڑھ کر اپنے رب کی تائید و نصرت پر بھروسہ کرنے والے ہوں۔ زمین پر اپنے آقا کے احکام نافذ کرتے ہوئے وہ باطل قوتوں سے لڑ جانے کا حوصلہ رکھتے ہوں اور مادی مزاحمتوں کے مقابلے میں جنودِ آسمانی کی حمایت پر ان کا توکل ناقابلِ شکست ہو۔ اخلاقی اعتبار سے وہ مثالی انسان ہوں۔ کبائر سے بچیں اور خواہشات سے اجتناب کرتے ہوں۔ جن لوگوں پر وہ اللہ کا قانون نافذ کریں' ان کے ساتھ ان کا رویہ غضب و انتقام کا نہیں' عفو و درگزر کا ہو اور امارت و قیادت کے لئے جو تحمل' بردباری اور حوصلہ مطلوب ہے وہ ان میں بدرجۂ اتم موجود ہو۔

احکامِ الٰہی کی اقامت کے اس مرحلہ تک پہنچنے میں ان کی تمام سعی و جہد کا محرک اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ ان کے رب نے انہیں اس کام کے لئے پکارا اور انہوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی۔ وہ مال کے حصول' اقتدار کی خواہش اور جاہ کی تمنا میں نہیں' اپنے مالک کی خوشنودی پانے کے لئے اس کام کی طرف متوجہ ہوئے ہوں۔ اپنے پروردگار کے لئے جذبۂ شکرگزاری کی مظہر اتم نماز پر ہمیشہ قائم رہتے اور اپنی ضرورت سے زیادہ سب کچھ اس کی راہ میں لٹا دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔

نفاذِ دین کے علمبرداروں میں یہ اوصاف ہر حال ہونے چاہئیں۔ ان اوصاف کے حامل اگر وہ نہیں ہیں تو ان کے ہاتھ سے ہر چیز وجود میں آسکتی ہے لیکن اسلامی حکومت لفظ کے کسی مفہوم میں بھی وجود پذیر نہیں ہوسکتی۔ قرآن و حدیث میں یہ اوصاف جگہ جگہ بیان ہوئے ہیں اور ان کا ناگزیر اور ضروری ہونا عقلاً بھی بالکل واضح ہے۔

> نفاذ دین کی جدوجہد کرنے والے باطل قوتوں سے لڑ جانے کا حوصلہ رکھتے ہوں اور مادی مزاحمتوں کے مقابلے میں جنودِ آسمانی کی حمایت پر ان کا توکل ناقابل شکست ہو۔ اخلاقی اعتبار سے وہ مثالی انسان ہوں۔ کبائر سے بچیں اور خواہشات سے اجتناب کرتے ہوں

توحید و رسالت اور معاد کے واضح تصور ہی سے وہ چیز ظہور میں آتی ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں ایمان کہتے ہیں۔ ایمان کے ان ارکانِ ثلاثہ کے بارے میں کسی عامی کا نقطۂ نظر بعض پہلوؤں سے اپنے اندر ابہام و ضلالت بھی رکھتا ہو تو یہ چیز گوارا کی جاسکتی ہے لیکن اسلامی حکومت چونکہ شہادت علی الناس کے منصب پر فائز ہوتی ہے' وہ اللہ کے بندوں پر اللہ کا قانون ہی نافذ نہیں کرتی یہ قانون جن اصول و عقائد پر مبنی ہوتا ہے' دنیا کے سامنے ان کی ٹھیک ٹھیک گواہی دینا بھی اس کا فرضِ منصبی ہوتا ہے' اس لیے ضروری ہے کہ اسے وجود میں لانے والوں کا نقطۂ نظر توحید و رسالت اور معاد کے بارے میں ہر ابہام سے خالی اور ہر ضلالت سے پاک ہو۔

کبائر و فواحش سے اجتناب بھی ان کے لیے ایک ناگزیر وصف ہے۔ اسلامی حکومت کے رہنما و اکابر ہی اگر ان سے نہ بچ سکے تو پھر اللہ کے بندوں کو ان گندگیوں سے نجات دلانے کے لئے کیا آسمان سے فرشتے اتریں گے۔ بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بے حیائیوں سے اس حکومت کے داعیوں اور اس دین کے علمبرداروں کو تو بہر حال پاک ہونا ہی چاہیے۔

عفو و درگزر اور حلم و بردباری بھی ان کے لئے لازمی اوصاف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گلے کے راعی اگر مغلوب الغضب' جذباتی اور انتقام پرور ہو جائیں تو گلے کی بھیڑوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں زمامِ قیادت ہو انہیں نرم خو اور شگفتہ رو ہونا چاہیے۔ انتقام کا موقع بھی ہو تو ان کی روش ان حدود سے محدود ہونی چاہیے جو دین میں اس طرح کے موقعوں کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں۔

محرک کا اخلاص بھی وہ وصف ہے جس کے بغیر یہ حکومت وجود میں آ ہی نہیں سکتی۔ اسلام کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ زمین پر خدا کے بندوں کی ساری جدوجہد اسی کے لیے ہو اور اسی کے احکام کے مطابق ہو۔ اسلامی حکومت جب بھی وجود میں آئی ہے' اسی بنیاد پر اور اسی وجہ سے وجود میں آئی ہے کہ انسانوں کی جماعت نے اپنے مالک کی دعوت کسی پکارنے والے سے سنی اور اس پر لبیک کہی۔ پھر یہی دعوت ان کے تعاون کا باعث ہوئی۔ اسی سے ان کے اندر حمایت و مدافعت کا جذبہ پیدا ہوا اور اسی کے نتیجے میں انہیں وہ اقتدار ملا جس کی بہترین مثال عمر فاروقؓ کا دورِ حکومت ہے۔

یہ محرک کا خلاص ہی تھا جس کی وجہ سے امیر المومنین رات کے اندھیروں میں شہر گردی پر مجبور ہوتے تھے۔ بیت المال سے آٹے کی بوریاں اپنے کندھوں پر ڈھونے اور بھاگے ہوئے اونٹ خود ہانک کر لاتے تھے۔ گھی میں پکا ہوا گوشت کھانے کے لئے لایا جاتا تو یہ کہہ کر انکار کر دیتے کہ ان میں سے ہر ایک بجائے خود سالن ہے' پھر اس اسراف کی کیا ضرورت تھی۔ پیاس بجھانے کے لئے شہد پیش کیا جاتا تو یہ کہہ کر واپس کر دیتے کہ میں نہیں چاہتا یہ قیامت کے روز میرے حساب میں شامل ہو۔ لوگ آرام کا مشورہ دیتے تو فرماتے کیا کروں' اگر شب میں آرام کروں تو میں تباہ ہو جاؤں اور اگر دن میں آرام کروں تو رعایا تباہ ہو جائے۔

نماز کی اقامت اور اللہ کی راہ میں انفاق بھی اسی اہمیت کے حامل اوصاف ہیں۔ یہ اوصاف اگر کسی گروہ میں نہ رہیں تو وہ استحقاقِ خلافت سے محروم ہو جاتا ہے۔ وجوبِ اطاعت کا حق کھو دیتا ہے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں احکام شریعت کی بنیاد اور دین کی اصل ہیں۔ جو جماعت انہیں ضائع کر دیتی ہے اس سے دین کے دوسرے

احکام کی حفاظت کی توقع کرنا کھلے آسمان سے بارش کی توقع کرنا ہے۔

یہ اوصاف ناگزیر ہیں۔ ان کے بغیر کچھ لوگ اگر اسلامی شریعت کے نعرہ لگائیں گے تو خود بھی رسوا ہوں گے اور اسلام کو بھی رسوا کریں گے۔ ان کی آواز صدا بہ صحرا اور ان کی مساعی نقش بر آب ثابت ہوں گی۔ ان کی مثال اس بارش کی سی ہوگی جو چٹانوں پر سر پٹختی اور بنجر زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ لوگ ان کے آنے کو یاد رکھیں گے نہ ان کا جانا ان کے حافظے میں محفوظ رہے گا۔

لیکن یہ اوصاف کسی جماعت میں پیدا ہو جائیں تو قرآن کی رو سے وہ خلافت کی اہل قرار پاتی اور زمین پر اپنا سیاسی اقتدار قائم کرنے کا حق اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جب چاہے اور جس طرح چاہے دنیا کی زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ اس کی قلمرو میں آسمان اپنے خزانے کھول دیتا ہے اور زمین اپنے دفینے اگل دیتی ہے۔ وہ جب تک رہتی ہے زمین پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی عدالت بن کر رہتی ہے۔ اس کا وجود نہ ماننے والوں کے لئے اللہ کی حجت اور ماننے والوں کے لئے ابدی بادشاہی کا پیغام ہوتا ہے۔

✿✿✿✿

نامے میرے نام

محترم ڈاکٹر صاحب!

السلام علیکم!

ندائے خلافت میں آپ کی شدید بیماری اور بعد ازاں صحت یابی کی خبر پڑھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے اور دین کی خدمت کا مزید وقت دے۔ آپ نے ماشاء اللہ زندگی کا ایک بڑا حصہ دین کی خدمت میں لگایا اور اپنے بعد اپنے بیٹے کو بھی اس خدمت کے لئے تیار کیا۔ اللہ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

ایک چھوٹی سی بات تنظیم کے لئے لکھ رہا ہوں۔ قوم کی بقاء کے لئے بعض ظواہر بھی ضروری ہوتے ہیں' جنہیں تہذیب و تمدن کہا جاتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو دوسری قوم کی نقل کرے وہ ان میں سے ہے۔ اس وقت لباس نہ صرف پورے طور پر انگریزی ہو گئے ہیں بلکہ حیا کے بھی خلاف ہیں۔ ضیاء الحق نے شلوار قمیض شروع کی تھی۔ لوگوں نے اس پر واسکٹ کا اضافہ کر لیا تھا۔ بچوں کو پہلی جماعت سے انگریزی پڑھائی جاتی ہے اور آکسفورڈ کا کورس پڑھایا جاتا ہے۔ دفتری زبان ابھی تک انگریزی ہے۔ لازم ہے کہ ہم اپنی زبان اُردو شروع کریں۔ لباس شلوار اور قمیض ہو اور اتنا تنگ نہ ہو کہ انگ ظاہر ہوں۔ عورتیں بالکل ننگی ہو رہی ہیں۔ اس نکتے پر غور کیا جائے۔

والسلام

محمد ایوب خان

قابل غور

اسلامی انقلاب اور سیاسی شعور

عرفان اصغر فانی

پچھلے چودہ سو سالوں میں جہاں اس اُمت نے اور بہت کچھ کھویا وہاں ایک نقصان یہ بھی ہوا کہ اُمت سیاسی شعور سے محروم ہو گئی۔ سیاسی شعور کے بغیر ایک قوم' ہجوم بن کر رہ جاتی ہے' ہجوم بھی ایسا جس کی کوئی منزل نہ ہو۔ شعور خیر و شر کی تمیز' نیکی اور بدی کی پہچان اور معاملات کے بہتر فہم و ادراک کو کہتے ہیں۔ جس کو اپنے اچھے اور برے کی پہچان ہو' اُس کو باشعور کہا جاتا ہے۔ ہر فرد کچھ نہ کچھ شعور رکھتا ہے لیکن اگر آج ہم اِس اُمت کے سیاسی شعور کا جائزہ لیں تو وہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اسی بے شعوری کا نتیجہ ہے کہ اکثر اسلامی ممالک میں ملوکیت قائم ہے۔ مسلمانوں پر ایسے ایسے حکمران مسلط ہیں جنہوں نے پوری پوری قوم کو گروی رکھ دیا ہے۔ ایسے خود غرض حکمرانوں کا مقصد صرف ذاتی مفاد کا حصول ہے۔ اِسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے' اِس سے اُنہیں کوئی سروکار نہیں۔

مسلم اُمہ کے سیاسی شعور کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز یہی ملوکیت اور اُس کے پروردہ حکمران ہیں' جنہیں معلوم ہے کہ اگر عوام باشعور ہو گئے تو اُن کے تخت یا کرسی کے لئے خطرہ بن جائیں گے۔ اِس لئے ہر دور کے حکمرانوں نے عوام کے شعور کے اندھیرے میں رکھنے کے لئے ہر طرح کے ذرائع استعمال کئے۔ موجودہ دور میں بھی اِس مقصد کے لئے میڈیا کو بھرپور انداز سے استعمال کیا جا رہا ہے۔

مغربی دنیا میں عوام سیاسی لحاظ سے باشعور ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ کون سا حکمران اُن کے لئے بہتر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی حکمران غلطی کرے' تو اُس کا محاسبہ کرتے ہیں' اُس کو کرسی سے اتار کر جلد ہی دوسرے شخص کو برسر اقتدار لے آتے ہیں جو ملک و قوم کے لئے زیادہ مخلص ہوتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ جو لیڈر ان کو زیادہ سے زیادہ دھوکا دیتا ہے اُسی کے پیچھے چلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدتوں سے اس قوم کو اچھے حکمران نہ مل سکے اور ملتے بھی کیسے کیونکہ اچھے لیڈر کے پیچھے چلنے کی بجائے یہ اُس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ "تم ہر اونچا بولنے والے کے پیچھے دوڑ پڑتے ہو۔" آج بھی یہی صورتحال ہے۔ اُمت آج بھی جوش کی دلدادہ ہے۔ مذہبی لیڈر بھی زیادہ وہی پسند کئے جاتے ہیں جو زیادہ اونچی آواز اور جوشیلے انداز سے تقریر کرتے ہیں۔ یہ صورتحال انتہائی نقصان دہ ہے۔ صرف نعروں اور جوش کے سہارے کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ درست ہے کہ قوموں کی اُٹھان میں جذبہ اور جوش کا اہم رول ہوتا ہے مگر قوم کی مستحکم بنیادوں کے لیے شعور انتہائی لازم ہے۔ لہٰذا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُمت کے اندر وہ سیاسی شعور اُجاگر کیا جائے جو اُسے یہ فیصلہ کرنے کی صلاحیت دے کہ اسلام کیسی زندگی چاہتا ہے' نیز حکمرانوں کا کردار کیسا ہونا چاہیے۔

کسی بھی قوم کے اندر شعور یکدم اُجاگر نہیں ہو جاتا' اس کے لیے پیہم جدوجہد اور مسلسل محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شعور کے اجاگر کرنے کا ایک اہم ذریعہ تعلیم و تربیت ہے۔ تعلیم افراد کی ذہنی رویوں میں تبدیلی پیدا کرتی ہے' اچھے اور بُرے کی تمیز عطا کرتی ہے۔ نفع و نقصان کا احساس دلاتی ہے۔ مگر یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب تعلیم کے ساتھ تربیت کا عنصر موجود ہو' ورنہ نری تعلیم نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے کسی بھی قوم کے اندر انقلابی شعور کو اُجاگر کیا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی عقیدۂ توحید کی بناء پر اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں میں شعور اُجاگر کیا تھا۔ اسی شعور کا نتیجہ تھا کہ اسلامی انقلاب کے بعد جب تک صحابہ کرام ؓ موجود رہے' ملوکیت کو اپنے پاؤں جمانے میں بہت مشکل پیش آئی۔ یہ ایک شخص کا سیاسی شعور ہی تھا کہ وہ بھری مجلس میں خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروقؓ پر کھڑے ہو کر تنقید کرتا تھا کہ ہم اُس وقت تک آپ کی بات نہ سنیں گے' جب تک آپ وضاحت نہ کریں کہ آپ کے پاس دو چادریں کہاں سے آ گئیں' جبکہ ہمیں بیت المال سے ایک چادر ملی ہے۔ جواب میں حضرت عمرؓ نے وضاحت فرمائی کہ دوسری چادر اُنہوں نے اپنے بیٹے سے لی ہے۔ وضاحت کے بعد لوگوں نے حضرت عمرؓ کی باقی تقریر سُنی۔

اِس طرح کا احتسابی قسم کا سیاسی شعور اگر موجودہ دور کے مسلمانوں میں بھی پیدا ہو جائے تو اسلامی انقلاب برپا ہونے میں اور مسلمانوں کی حالت بہتر ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے مسلمانوں کی لگاتار تعلیم و تربیت کی جائے۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد!

سلطان صلاح الدین ایوبی نے فیاضی اور رحم دلی کا جو سلوک عیسائیوں کے ساتھ کیا' اُس کا اعتراف کرنے کی بجائے اُلٹا مسلمانوں اور اسلام پر خوں ریزی اور بے رحمی کے الزامات عائد کیے گئے۔ صلاح کی فتح بیت المقدس سے نوے برس پہلے جب عیسائیوں نے بیت المقدس فتح کیا تھا اور جس خوں ریزی' قتل و غارت کا سلوک روا رکھا اور بے گناہ مسلمانوں پر جو بے انتہا ظلم وستم کیا' مردوں' عورتوں اور بچوں کو جس طرح اُنہوں نے نیزوں اور برچھیوں سے چھلنی کیا' اُس کا کھلا ثبوت فاتحین بیت المقدس گاڈ فرے اور ریمنڈ کا وہ خط تاریخ میں موجود ہے جو انہوں نے فتح بیت المقدس کی ''خوش خبری'' سنانے کے لیے پوپ اعظم کو لکھا تھا۔ اس خط میں فتح کی خبر سنانے کے بعد لکھا:

> ''اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان کافروں کے ساتھ کیا سلوک کیا' اور ہم نے شہر میں کیا کیا' تو عرض ہے کہ رواقِ سلیمان اور گرجا میں ہمارے گھوڑے گھٹنوں تک مسلمانوں کے ناپاک خون میں چلتے رہے۔''

فرانسیسی مورخ میچاڈ نے اِس خط کا حوالہ دینے کے بعد لکھا ہے کہ جو مسلمان تلواروں سے بچے' وہ پادریوں کے ہاتھ میں پڑ گئے۔ انہوں نے یروشلم کو' جسے وہ آزاد کرانے کے لیے آئے تھے اور جس کو وہ اپنا آئندہ ملک خیال کرتے تھے' خون اور ماتم سے بھر دیا۔ پادری ویسے ہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے' مسلمانوں کے بازاروں اور گھروں میں قتل عام کیا گیا۔ یروشلم میں مفتوحین کے لیے کوئی جائے پناہ نہ رہی۔ بعضوں نے اپنے آپ کو فصیلوں پر سے گرا کر موت سے بچنے کی کوشش کی' اور دوسرے محلوں میں بُرجوں اور خاص کر مسجدوں میں گروہ در گروہ جمع ہو گئے' لیکن کہیں بھی وہ عیسائیوں کے خوں ریز تعاقب سے نہ بچے۔ جب عیسائیوں نے مسجد عمرؓ پر قبضہ کر لیا تو خوں ریزی کے نظاروں نے ایک ہیبت ناک تصویر اختیار کر لی۔ سوار اور پیادے مفتوحین کے تعاقب میں مسجد میں کھچا کھچ بھر گئے۔ اس ہیبت ناک شور و غل کے درمیان آہوں' چیخوں اور موت کی فریادوں کے سوائے کچھ سنائی نہ پڑتا تھا۔ فاتحین بھاگنے کی کوشش کرنے والوں کے تعاقب میں لاشوں کے ڈھیروں کو گھوڑوں کے سُموں سے لتاڑ رہے تھے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کی صورتِ حال یہ ہے کہ صلاح الدین ایوبی فتح بیت المقدس میں جن شرائط پر عیسائیوں کو امان دی' اُن سے ایک لمحے کے لیے بھی انحراف نہیں کیا' اور کسی ایک عیسائی سے بھی اُس کے مال واسباب کو لے جانے اور پوری آزادی سے شرائط امن سے فائدہ اٹھانے پر اعتراض نہیں کیا' حالانکہ عیسائیوں نے جب کبھی مسلمانوں کے شہروں کو امن ناموں سے فتح کیا ہے' کبھی شرائط امن پر عمل نہیں کیا۔

o———o

بیت المقدس پر سلطان صلاح الدین ایوبی کا قبضہ جُمعہ کے دن' عین نماز جمعہ کے وقت ہوا اور حسنِ اتفاق سے اُس روز شب معراج تھی اور کچھ شک نہیں کہ سلطان کے دل

> اے صلاح الدین!
> تُو نے بیت المقدس سے کفر کا لباس اتار دیا
> اور اُسے دین کا لباس پہنایا
> جس نے تمام دینوں کی پردہ داری کی
> اللہ کے گھر میں احکام دین واپس آ گئے
> وہاں کوئی پادری رہا نہ پوپ
> تمام دنیا میں یہ خوشخبری مشہور ہوگئی
> کہ بیت المقدس کی اذان سے ناقوس باطل ہوگئے

پر شہر کو امان دینے اور شرائط امن منظور کرنے میں ان دونوں اتفاقات نے ضرور اثر کیا ہوگا۔ قلعوں اور بلندیوں پر اسلامی پرچم گاڑ دیے گئے۔ اسلامی عظمت و سطوت کے نشان بلند ہوئے اور سلطان اپنے خیمے میں بیت المقدس کے میدان میں مبارکبادیں حاصل کرنے کے لیے بیٹھا۔ امراء' علماء اور فضلا' صوفی اور درویش لوگ سلطان کی ملاقات اور مبارکباد دینے کو آتے تھے اور سلطان کے گرد بیٹھتے تھے۔ تمام ارکانِ دولت حاضر ہوئے۔

سلطان ایوبی کا چہرہ خوشی اور انبساط سے دمک رہا تھا۔ محتاجوں اور سپاہیوں کو انعام و اکرام مل رہے تھے۔ قاری سلطان کے گرد بیٹھے ہوئے نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ شعراء باری باری مبارک باد کے قصائد سنا رہے تھے۔ مسجد اقصیٰ کی آزادی پر خانہ کعبہ مبارکبادیاں منا رہا تھا اور اہلِ اسلام کو مژدہ سنا رہا تھا۔ حجر اسود نے صخرہ شریف کو مبارک بادیاں بھیجیں۔ منزلِ وحی نے الاسرا کو خوشخبری بھیجی۔ جناب سید المرسلین ﷺ کے مقام نے مقامِ مرسلین کو مژدہ سنایا۔ مقامِ ابراہیمؑ نے مقامِ محمد ﷺ کو مبارک باد دی۔ شنبہ کے روز سلطان ایوبی کا کاتب عمادؔ جو بیماری کی وجہ سے دمشق میں ٹھہر گیا تھا' فتح بیت المقدس کی خبر سنتے ہی تندرست ہو گیا اور وہ فوراً سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بیت المقدس کی جانب چل پڑا۔ سلطان کو اپنے کاتب کے آنے سے بہت خوشی ہوئی اور اُس نے پہلے روز اُس سے 70 خطوط اس مبارک خبر کے بارے میں لکھوائے اور ہر طرف روانہ کیے۔ خلافت بغداد کو ایک طویل مراسلہ لکھوایا گیا' جس میں فتح کی خبر کو رنگین عبارت میں بیان کیا گیا اور واقعات تفصیل سے قلم بند کیے گئے۔

(تاریخ حروبِ صلیبیہ۔ مصنف آرچر)

یمن کے امیر سیف الاسلام کو خط لکھا: ''بیت المقدس فتح ہوا۔ 91 سال تک یہ شہر کفار کے قبضے میں رہا۔ حق مرتہن کی طرح اس پر کفر کا قبضہ مستقل ہو چکا تھا۔ مدت دراز تک اُن کی قید میں رہ کر کفر کے پنجۂ استبداد میں پھنس چکا تھا۔ اس کے ارکان ضعیف ہو چکے تھے۔ غم بڑھ گیا تھا اور اس کا حسن زائل ہو گیا تھا۔ اس کی زمین خشک اور شادابی ختم ہو چکی تھی۔ خوف غالب اور اُمید گم ہو گئی تھی۔ اسلام کو اس کا غم لگا ہوا تھا' کیونکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی بجائے وہاں عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ وہاں تثلیث قائم اور صلیب حاکم تھی۔ وہاں تو اللہ کا نام ونشان تک مٹ چکا تھا۔ شاہان کے دلوں میں اس کے چھڑانے کی آرزو تھی' مگر شیطان کُفر کے غلبے ہی سے رضامند رہا' لیکن مشیت ایزدی میں شیطان کا دفع کرنا تھا۔ پس اب اِس شہر مقدس کے گھروں میں قرآن شریف کی تلاوت اور حدیث کی روایت اور علوم دینی کی تعلیم جاری ہے۔ صخرہ مقدسہ عروسِ نو کی طرح چمک دمک رہا ہے۔''

ایک اور خط میں سلطان نے یُوں لکھوایا: ''بیت المقدس کو پاک کرنے سے اسلام کو اطمینان ہوا۔ مسافر اسلام دوبارہ اپنے گھر میں آباد ہوا۔ کافر وہاں سے غمگین اور اُداس ہو کر نکل گئے۔ دولت عباسیہ کے جھنڈے لہراتے ہیں اور ہدایت نے اپنے مطلع سے طلوع کیا ہے اور ضلالت کی تاریکی دُور ہوگئی ہے۔''

بعض مسلمان مؤرخین نے لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بہ نفسِ نفیس منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھی' جبکہ دوسرے مؤرخین نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ بے شک فتح کا دن اگرچہ جمعہ کا تھا' مگر نماز جمعہ کا وقت تنگ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ مسجد اقصیٰ کی حالت عیسائیوں

نے ایسی بگاڑ دی تھی کہ بہت کچھ تبدیلی اور دُرستی کے بغیر اس میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی تھی۔ سب سے پہلے اُس کی درستی اور مرمت کا حکم دیا گیا۔ عیسائیوں نے مسجد کے قدیمی محراب کو چھپا دیا تھا۔ اُس کے مغرب میں ایک نیا گرجا بنا کر محراب کو اُس میں شامل کر کے محراب کو دیواروں میں غائب کر دیا گیا تھا۔ محراب کے نصف حصے پر بیت الخلاء بنا دیا تھا اور باقی نصف کو علیحدہ کر کے وہاں غلے کا گودام بنا دیا تھا۔ سلطان ایوبی کے حکم سے یہ دیواریں اور مغربی گرجا گرا دیے گئے اور محراب کی اصلی صورت نکال کر اُس کی حسب ضرورت دُرستی اور مرمت کر دی گئی۔ غرض مسجد اقصیٰ کو اُس کی اصلی حالت میں لا کر اُس کو عرق گلاب سے جو دمشق سے لایا گیا تھا' دھویا گیا اور نماز پڑھنے کے لیے پاک اور آراستہ کی گئی۔ منبر رکھا گیا اور محراب کے اوپر قندیلیں آویزاں کی گئیں۔ قرآن مجید کی تلاوت شروع کی گئی اور نمازیں پڑھی جانے لگیں' اور ناقوس کی صداؤں کی بجائے اللہ واحد کی اذانیں کہی جانے لگیں' اللہ اکبر' اللہ اکبر!

4 شعبان کو دوسرے جُمعے کا دن تھا' جو نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے گویا پہلا جمعہ تھا۔ وہ ایک عجیب وغریب شان وشوکت کا دن تھا۔ خطیبوں نے خطبے تیار کئے تھے اور ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ اُس کو خطبہ پڑھنے اجازت دی جائے۔ بے شمار لوگ بیت المقدس میں اکیانوے سال کے بعد پہلی نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ سب کے چہروں سے ایک غیر معمولی جوشِ مسرت عیاں تھا۔ سب کے دلوں پر ایک رقت طاری تھی۔ اذان کے بعد سلطان ایوبی نے قاضی محی الدین ابی المعالی محمد بن زکی الدین قریشی کو منبر پر جانے کا اشارہ کیا۔ خطیب نے منبر پر چڑھ کر اس وضاحت و بلاغت سے خطبہ پڑھنا شروع کیا کہ لوگ ساکت اور خاموش ہو گئے۔ سامعین کے دِل ہل گئے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ بیت المقدس کی بناء سے شروع کر کے اُس کی موجودہ فتح تک کے حالات وواقعات کو کمال اختصار اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا اور خطبے کے آخیر میں اللہ تعالیٰ کے حضور خلیفہ اور سلطان کے لیے دُعائے خیر کی اور اِنّ اللّٰہ یا مرکم بالعدل والاحسان پر ختم کیا۔ خطبہ ختم کرنے کے بعد منبر سے اُتر کر امامت کی اور نماز کے بعد سلطان ایوبی کے ایما سے زین العابدین ابوالحسن وعظ کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور ایسا مؤثر وعظ کہا کہ سامعین ڈاڑھیں مار کر روئے۔ بعدازاں سب حاضرین نے مل کر سلطان ایوبی کے دوام ونصرت کے لیے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔

اُس پہلے جُمعے کو جس منبر پر خطبہ پڑھا گیا' وہ ایک معمولی منبر تھا۔ سلطان نورالدین زنگی کا منبر بعد میں لا کر وہاں رکھا تھا۔ اِس منبر کی تاریخ یہ ہے کہ سلطان نورالدین زنگی نے سلطان ایوبی کو فتح بیت المقدس 23 سال پہلے' مسجد اقصیٰ میں رکھنے کے لیے ایک عالیشان منبر زرِکثیر کے صرف سے بنوایا تھا جو اُس وقت کے بڑے بڑے صناعوں اور کاریگروں نے عرصۂ دراز کی محنت سے بنایا تھا۔ سلطان زنگی نے یہ منبر اپنے خزانے میں اِس اُمید میں محفوظ رکھا تھا کہ ایک روز جب وہ بیت المقدس فتح کرے گا تو یہ منبر بھی ساتھ لے جائے گا' لیکن بیت المقدس فتح کرنے کی اُس کی آرزو پوری نہ ہوئی اور یہ منبر اُسی طرح اُس کے خزانے میں پڑا رہا۔ سلطان ایوبی نے اب یہ منبر منگوایا اور مسجدِ اقصیٰ کے محراب میں رکھ کر سلطان نورالدین کی اُس آرزو کو پورا کیا۔

بیت المقدس کی دوسری مقدس عمارات اور زیارت گاہوں کی بھی درستی اور مرمت کا فوری حکم سلطان ایوبی نے جاری کیا۔ صخرہ پر عیسائیوں نے ایک گرجا تعمیر کر لیا تھا اور نئی عمارتوں میں اُسے چھپا لیا تھا۔ اُس کے اوپر بڑی بڑی تصویریں لٹکا دی تھیں اور صخرہ کے کچھ حصے کو کھود کر اُس میں خنازیر وغیرہ کی تصویں بنائی تھیں۔ قربان گاہ کو بالکل تباہ کر کے اُس پر غلیظ اور نجس چیزیں بھر دی تھیں۔ وہاں بھی تصویریں لٹکائی گئیں۔ یہیں پادریوں کے رہنے کے مکان بنائے گئے اور کتب خانہ بنایا گیا جس میں انجیل کے مختلف نسخے رکھے گئے تھے۔ ان سب کو مسمار کر کے سلطان ایوبی نے اُن کو اصلی شکل میں تبدیل کیا۔

''قدم مسیحؑ'' کے مقام پر عیسائیوں نے ایک چھوٹا سا قبہ تعمیر کر کے اُس پر سونا چڑھایا تھا اور اس کے گرد ستون کھڑے کر کے اُن پر ایک بلند گرجا تعمیر کیا تھا' جس کے اندر وہ قُبہ چھپ گیا تھا اور کوئی اس کی زیارت نہیں کر سکتا تھا۔ سلطان نے اس حجاب کو اٹھوا کر اُس پر ایک آہنی تاروں کا جنگلا بنوا دیا۔ اس کے اردگرد قندیلیں لگائیں جن سے وہ مقام رات کو روشنی میں جگمگا جاتا تھا۔ وہاں حفاظت کے واسطے پہرہ دار مقرر کیے گئے اور سنگِ مرمر کے بے شمار بُت' جو اس کے اندر سے نکلے تھے' توڑ کر پھینک دیئے گئے۔ مسلمانوں کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا کہ عیسائی صخرہ شریف سے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر قسطنطنیہ لے گئے تھے اور وہاں سونے کے برابر فروخت کرتے تھے اور اُن ٹکڑوں کے بُت بنواتے تھے۔ سلطان نے صخرہ شریف کی حفاظت کا پختہ انتظام کیا۔ وہاں امام مقرر کر دیا' اور بہت سی اراضی' باغات اور مکانات بطور وقف مقرر کر دیئے۔ وہاں موٹے حروف میں لکھے ہوئے قلمی قرآن مجید لوگوں کی تلاوت کے لیے رکھوا دیئے۔

مسجد اقصیٰ سے باہر محرابِ داؤدؑ ایک قلعہ میں شہر کے دروازے کے پاس ایک رفیع الشان عمارت تھی۔ اس قلعے میں بیت المقدس کا عیسائی حاکم رہا کرتا تھا۔ سلطان نے اس کی بھی مرمت کرائی۔ دیواریں صاف اور سفید کرائیں اور پھاٹک اور دروازوں سے درست کرایا اور امام اور مؤذن وہاں مقرر کیے۔ اُن کی رہائش کی بندوبست کیا گیا۔ اِس قلعے میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کی رہائش گاہوں کے جو آثار تھے' اُن کی مرمت کرائی۔ شافعی فقہاء کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا اور صوفیاء کرام کے لیے ایک مہمان خانہ بنوایا۔ علوم کی تعلیم وتدریس کے لیے کئی اور مدارس بنوائے۔ طلبہ اور معلمین کی تمام ضروریات کا انتظام کر دیا۔ غرض بیت المقدس کی عظمت وفضیلت کی خاطر جس قدر انتظام واہتمام کی ضرورت ہو سکتی تھی' سلطان نے اُس سے بڑھ کر کیا۔ یہ خصوصی دلچسپی سلطان ایوبی کی ذات تک محدود ومخصوص نہ رہی' بلکہ اس کے بعد اُس کے بھائی عادل اور اُس کے بیٹوں اور جانشینوں نے بیت المقدس کی ترقی کی خاطر بڑے بڑے کام کیے اور اس مقدس مقام کے ساتھ اپنے قلبی تعلق کو آخر تک نباہا۔

فتح بیت المقدس کی خبر پر تمام مسلم ممالک میں خوشیاں منائی گئیں۔ جشنِ مسرت برپا ہوئے۔ دعائیں مانگی گئیں۔ فرماں رواؤں نے سلطان کو مبارکباد کے خطوط لکھے۔ شعراء نے بے شمار قصائد لکھے۔ عماد کے قصیدے کے چند اشعار کا اُردو ترجمہ بطور مثال:

''تُو نے بیت المقدس سے کفر کا لباس اتار دیا
اور اُسے دین کا لباس پہنایا
جس نے تمام دینوں کی پردہ داری کی
اللہ کے گھر میں احکامِ دین واپس آ گئے
وہاں کوئی پادری رہا نہ پوپ
تمام دنیا میں یہ خوشخبری مشہور ہو گئی
کہ بیت المقدس کی اذان سے ناقوس باطل ہو گئے
تقدیر نے جو چاہا تھا' وہ ہو گیا
تیرے بہادر سپاہی جو اللہ کے فرشتے ہیں' کفار پر غالب آ گئے۔''

سلطان صلاح الدین ایوبی فتح بیت المقدس کے بعد ایک عرصے تک وہاں مقیم رہا۔ اپنے حسنِ تدبیر سے انتظامات کو بہتر کیا۔ اب دوسرے مقامات کی تسخیر ضروری تھی' جن پر صلیبیوں نے قبضہ کر کے اُنہیں اپنی پناہ گاہ ہی نہیں' بلکہ شرارت گاہ بنا رکھا تھا۔ سلطان کو اِن سب کی فکر تھی۔ چنانچہ اُس نے یکے بعد دیگرے صور' عکہ' حصن کوکب' حصن الاکراہ' لاذقیہ' صیون' بکاس' اشغر' سرمانیہ' حصن بزریہ' انطاکیہ' کرک' صفد اور کوکب کے قلعے فتح کیے۔

اِن فتوحات سے فارغ ہو کر سلطان صلاح الدین ایوبی اپنے بھائی ملک عادل کے ہمراہ بیت المقدس واپس آیا۔

(جاری ہے)

دنیائے اسلام کے عظیم سکالرز علامہ یوسف القرضاوی اور ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب سے ماخوذ
ادارہ فہم دین کے مرتب کردہ خط وکتابت کورسز کا مطالعہ کیجیے۔ اس سلسلے کا چوتھا کورس

اسلام میں حلال و حرام

- عبادت کی قبولیت کے لیے شرط اوّل کی حیثیت کس چیز کو حاصل ہے؟
- حرام مال کے انسانی کردار پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
- عبادات' معاملات اور اخلاقیات میں حلال وحرام کی حدود کیا ہیں؟
- انفرادی واجتماعی زندگی میں حرام وحلال کی شرعی تعلیمات کون سی ہیں؟
- شادی بیاہ' رسم ورواج اور لباس کے ضمن میں شرعی حدود کیا ہیں؟
- سود' بیمہ' مزارعت' کھیل اور تفریح کی شرعی حدود
- ایمان کی حقیقت اور حقیقی ایمان کا سرچشمہ کیا ہے؟

☆ مختصر سوالات ☆ آسان اسلوب ☆ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ☆ دس پیپر

فیس 300 روپے (نوٹ: مستحق طلبہ کے لیے 50% تک رعایت)

فہم دین خط و کتابت کورسز
جامع مسجد رحمۃ للعالمین ڈریم پارک سٹریٹ نمبر 1 نزد جنرل ہسپتال' غازی (امینی) روڈ'
ڈاک خانہ سائیکل گڑھ' لاہور۔ 54760 موبائل 0301-4870097

زبان کا استعمال

نجات اسی میں ہے کہ زبان پر کنٹرول کیا جائے

انجینئر غلام مصطفیٰ

زندگی کے تمام معمولات میں زبان کا استعمال بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا صحیح استعمال دنیا اور آخرت کی بھلائی کا باعث بنتا ہے جبکہ غلط استعمال دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا موجب بن جاتا ہے۔ آدمی کی جانچ پرکھ بھی زبان کی گفتگو سن کر ہی ہو پاتی ہے۔ آداب و اخلاق، خوش خلقی و بد خلقی، میانہ روی یا افراط و تفریط، توازن یا عدم توازن کے حوالے سے شخصیت کا تعین گفتگو سے ہی ہوتا ہے۔ اِس لئے بندۂ مومن کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ زبان پر کنٹرول کرے اور غلط بات منہ سے نہ نکالے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (11)

(الحجرات)

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اُڑائے۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

آیئے دیکھیں، اللہ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ نے زبان کے استعمال کے سلسلے میں کیا ہدایات دی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے زبان کے استعمال میں احتیاط برتنے کے بارے میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا:

"اس پر کنٹرول کر۔" حضرت معاذؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم اپنی گفتگو پر بھی پکڑے جائیں گے۔ فرمایا: "لوگ محض زبانوں کی لغزشوں کے باعث ہی تو اوندھے منہ جہنم میں گرائے جائیں گے۔" (رواہ احمد و ترمذی)

زبان کا غیر محتاط استعمال مثلاً اپنے بھائی کی غیبت کرنا، جھوٹی گواہی دینا، فحش گوئی، شرکیہ کلمات کہنا، جھوٹی قسمیں کھانا اور بہتان و تہمت وغیرہ سخت گناہ کے کام اور منافقت کی دلیل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے زبان پر کنٹرول کرنے والوں کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ وہ دو چیزیں ہیں زبان اور شرمگاہ۔" (رواہ البخاری)

اب کتنی بڑی سعادت ہوگی کہ ہم اپنی زبان سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی والی باتوں اور جنسی بے راہ روی سے پرہیز کریں، اور صاف ستھری زندگی گزار کر اللہ کے رسول ﷺ کی شفاعت کے مستحق ٹھہریں۔ بلاشبہ زبان کے محتاط استعمال میں دنیاوی سکون بھی ہے اور آخرت میں جہنم سے نجات بھی۔ دوسری طرف دنیا میں جتنے فتنے فساد برپا ہوتے ہیں ان سب کی جڑ اور بنیاد زبان ہے۔ دنیاوی اور اخروی نقصانات سے بچنے کے لیے زبان پر کنٹرول ضروری ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ، رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ فرمایا:

"اپنی زبان روک لو۔ (یعنی اُسے خلاف شرع باتوں سے بچاؤ)، بلاضرورت ادھر ادھر نہ پھرا کرو، اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔" (ابوداؤد و ترمذی)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر کام کون سا ہے؟" لوگ خاموش رہے، کسی نے بھی جواب نہ دیا، تو آپؐ نے خود ہی فرمایا: "(بہتر کام یہ ہے کہ) زبان کی حفاظت کرو۔"

(طبرانی)

زبان کی درستگی اصلاح کی بنیاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو اور دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ زبان درست نہ ہو۔" (احمد و ترغیب)

سورۃ الاحزاب میں تقویٰ اور زبان کے صحیح استعمال اور سیدھی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴾ (70) (الاحزاب)

"مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو"

اور اِس کا فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

﴿يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (71)

"اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔"

اگر آدمی کے دل میں اللہ کا خوف ہو تو وہ لازماً زبان کے استعمال کے معاملے میں محتاط رویہ اپنائے گا۔ اُس کی زبان سے حق بات نکلے گی۔ اس کے نتیجے میں اُسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی اور اللہ اس کے سارے معاملات درست کردے گا۔ بگڑے کام خود ہی سنوار دے گا اور گناہ معاف فرما کر فوز عظیم عطا فرمادے گا۔ کتنے عظیم ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔

زبان کے استعمال کی اہمیت واضح ہے، مگر افسوس کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے امتی ہونے اور آپؐ کو ہر لحاظ سے اسوۂ کامل تسلیم کرنے کے باوجود بھی زبان کے استعمال میں بالکل احتیاط نہیں کرتے۔ ہمارے ہاں بے دینی اور بے حیائی کا غلبہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو دوسرے پر غصہ آجائے تو بے محابا گالم گلوچ دینے لگتا ہے، بے سوچے سمجھے غیبت کرتا ہے، نیز اپنے معاملات میں جھوٹ فریب، دھوکہ دہی، وعدہ خلافی اور جعلسازی کا رویہ اپنایا جاتا ہے۔ یہ سب زبان کے غلط استعمالات ہیں، جن کے سبب معاشرہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

تنظیم	اسلامی	کا پیغام
نظام	خلافت	کا قیام

کھلے عام عبادت کرنا منع ہے!

آصف محمود

پڑھیے اور سر پیٹ لیجئے!

ریاست مدینہ کے بعد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر قائم ہونے والی دنیا کی اس واحد ریاست میں کرکٹ ٹیم کے کپتان کو طلب کر کے ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ کھلے عام عبادات سے گریز کریں' گویا نماز نہ ہوئی گناہ کبیرہ ہوگیا۔ آفرین ہے ہم پر' ہم چند سالوں میں کتنے روشن خیال ہوگئے ہیں۔

ملائیت کیا ہے؟

انتہاپسندی کسے کہتے ہیں؟

مجھے ایک عرصے سے محسوس ہو رہا تھا کہ ہم مذہبی انتہاپسندی کے چنگل سے نکلنے کی کوشش میں غیر محسوس طریقے سے سیکولر انتہا پسندی کی دلدل میں اتر رہے ہیں۔ ہم اتنے مست ہو چکے ہیں کہ ہمیں سیکولر ملا کی ملائیت کا خوف ہی نہیں رہا۔ اس عالم کیف کی سرمستی جب ختم ہوگی تو ہم سیکولر ملائیت کی دلدل میں اتر چکے ہوں گے اور مذہبی ملا کی جگہ سیکولر ملا ہمارے شعور کو بیڑیاں ڈال چکا ہوگا۔ انضمام الحق کو دی جانے والی یہ تازہ ہدایات بتاتی ہیں کہ میرے خدشات اتنے غلط بھی نہ تھے۔

شاید انہی ہدایات کی کرشمہ سازی تھی کہ 'سب سے پہلے یونس خان نے اہتمام کے ساتھ دیوالی کی تقریبات میں شرکت کر کے پی سی بی کو پیغام دیا کہ میں انضمام الحق کی طرح دقیانوسی نہیں ہوں۔ یہ پہلا موقع تھا جب باقاعدہ اخبارات میں کھلاڑیوں کے معمولات کی خبریں شائع ہوئیں اور ہمیں بتایا گیا کہ 27 رمضان المبارک کی رات کو صرف تین یا چار کھلاڑیوں نے ہوٹل میں رک کر نوافل ادا کیے باقی کھلاڑی اس مقدس رات کو ایک مقامی سینما پر شاہ رخ خان کی تازہ ریلیز ہونے والی فلم سے ''حرارت ایمانی'' حاصل کر رہے تھے۔ اس سے قبل یونس خان پہلا میچ جیت کر یہ بیان دے چکے تھے کہ انہوں نے کھلاڑیوں کو اپنی مرضی سے انجوائے کرنے کی اجازت دے دی ہے اور وہ چاہیں تو فلمیں دیکھیں۔

اب کیا پی سی بی کا کوئی شہ دماغ ہمیں بتا سکتا ہے کہ یہ باتیں میڈیا میں لانے کا کیا مقصد تھا؟ آپ 27 کی رات کو سینما گئے تو ڈھنڈورا پیٹنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا کسی کو یہ بتانا مقصود تھا کہ کرکٹ ٹیم سے مذہبی بنیاد پرستی ختم کر دی گئی ہے؟ اگر عبادات کھلے عام منع ہیں تو یہ روشن خیال سرگرمیوں کی اتنی تشہیر کس لیے؟

نماز پی سی بی کی میٹنگ نہیں کہ چیئرمین کی مرضی کے اوقات میں منعقد کر لی جائے۔ یہ اللہ کے حضور حاضری ہے اور یہ اس وقت ہی پڑھی جاسکتی ہے جب پکارنے والا ''حی علی الصلوۃ'' پکارے۔ اب اس وقت کھلاڑی قذافی سٹیڈیم میں ہوں گے تو ظاہر ہے نماز وہیں پڑھی جائے گی۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہاں سے ساری ٹیم مسجد شہداء چلی جائے یا بادشاہی مسجد کا رخ کر لے۔

کھلاڑیوں نے کبھی اپنی عبادات کی تشہیر نہیں کی۔ ان کی نمازوں کی تصاویر اخبارات میں اس وقت شائع ہوتی ہیں جب وہ سٹیڈیم میں ہوتے ہیں۔ حادثاتی طور پر عہدوں پر براجمان

نماز پی سی بی کی میٹنگ نہیں کہ چیئرمین کی مرضی کے اوقات میں منعقد کر لی جائے۔ یہ اللہ کے حضور حاضری ہے اور یہ اس وقت ہی پڑھی جاسکتی ہے جب پکارنے والا ''حی علی الصلوۃ'' پکارے۔

ہونے والے لوگوں کو اس بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی کہ ایسے موقع پر اخبارات کے کیمرہ مین ازخود ہی یہ تصاویر اتار لیتے ہیں۔ اپنی کسی سرگرمی کی تشہیر کے لئے کرکٹ بورڈ کے چیئرمینوں کو تو کیمرہ مین بلانے کی ضرورت پڑ سکتی ہے کہ قذافی سٹیڈیم سے باہر نکلتے ہی ان کے لئے علاقہ غیر شروع ہو جاتا ہے' لیکن کرکٹرز اس تکلف سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ اس لیے نماز تو سٹیڈیم ہی میں پڑھی جائے گی۔ جن کو یہ ادا اچھی نہیں لگتی وہ سٹیڈیم آیا ہی نہ کریں۔ یہی مشورہ میراتھن کے مخالفین کو دیا گیا تھا اور یہی نسخہ کیمیائی وی پر پھیلائی جانے والی فحاشی پر معترض لوگوں کو دیا گیا تھا کہ وہ میراتھن میں نہ آئیں' ٹی وی دیکھنا بند کر دیں۔ اب قوم پورے احترام کے ساتھ یہی مشورہ واپس لوٹاتی ہے۔ کھلاڑیوں کی نمازیں پسند نہیں تو پی سی بی کا ہیڈ آفس اچھرہ یا مزنگ میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ بھی ممکن نہیں تو اس عہدے سے استعفیٰ بھی ایک نہایت ہی مبارک اقدام ہوسکتا ہے۔

حیرت ہوتی ہے اس ملک میں نیم برہنہ ٹانگوں کے ساتھ مخلوط دوڑیں ہوسکتی ہیں اور لاہور کی سڑکوں پر ہوسکتی ہیں۔ قومی نشریاتی ادارے پر گھر گھر بے حیائی پھیلائی جاسکتی ہے۔ نیٹ کیفوں پر سر عام شرم و حیا کی رسم چہلم ادا ہوسکتی ہے' جن چوراہوں اور سڑکوں سے گزر کر ہماری معصوم بہنیں' بیٹیاں صبح سکول جاتی ہیں وہاں فلموں کے اخلاق باختہ ہورڈنگز سر عام ہماری غیرت پر تھوک رہے ہوتے ہیں۔ اب گویا یہ بھول کر کہ اس کی ماں بہن کا تعلق بھی پنجاب سے ہے' معاشرے میں اچھل کود کر سارے پنجاب کو گالی دے سکتا ہے کہ ''نچ پنجابن نچ'' وہ سر عام پوچھ سکتا ہے کہ کتنے کتنے جانا اے بلو دے گھر' ٹی وی پر شعیب اختر کی وہ کمرشل چل سکتی ہے جو اخلاقیات اور پی سی بی کے قوانین دونوں کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔ لیکن سر عام نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

اس زندہ قوم اور پائندہ قوم نے ابھی اور کیا کچھ دیکھنا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جناح)

☆☆☆

بقیہ: اداریہ

اور کوئی اپنوں سمیت ڈوب مرتا ہے۔ پھر تاریخ اُنہیں نفرت اور عبرت کا نشان بنا دیتی ہے۔ کم سن قرآن پڑھتے بچوں پر بمباری اِس لیے کی گئی کہ گھنی داڑھی والے اَن پڑھ افغانی اکیسویں صدی کی جدید ترین ٹیکنالوجی کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ ہم میں اگر اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ اپنے کلمہ گو بھائیوں کے شانہ بشانہ دشمنان اسلام سے جنگ کریں تو منافقت کی اِس حد تک بھی نہ جائیں کہ دشمنانِ اسلام کے دست و بازو بنیں۔

یہ مدرسہ اشاعتِ توحید السنہ کے زیر اہتمام بچوں کو دینی تعلیم دیتا ہے اور اِس تنظیم کا سیاسیات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ امریکیوں کا اصل مقصد یہ تھا کہ حکومتِ پاکستان اور باجوڑ کے عمائدین کے درمیان جو معاہدہ ہونے والا ہے اُسے سبوتاژ کیا جائے' تاکہ پاکستانی فوج اور قبائلیوں کے درمیان نفرت میں اضافہ ہو اور ہم افغانستان میں اُس سے فائدہ اٹھائیں۔ حکومت کی غلط حکمت عملی یا بزدلی اور نااہلی نے اُن کا مقصد پورا کر دیا ہے۔ اول تو حکومتِ پاکستان کو امریکی طیاروں کو مار بھگا دینا چاہیے تھا اور اپنی فضائی اور زمینی سرحدوں کی بے حرمتی کی کسی قیمت پر اجازت نہیں دینی چاہیے تھی اور اگر امریکہ یہ وحشیانہ کارروائی کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا تو اُس کو روکنے میں ناکامی کا اعتراف کر لینا اس سے کم رسوا کن تھا کہ اِس درندگی کو اپنے سر لے لیا جاتا۔ فوج ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی اہل ہے' یہ دشمن کی کارروائی کو چھپانے سے نہیں بلکہ عیاں کرنے سے ثابت ہوگا۔ بہرحال یہ جرم ضعیفی کی سزا ہے۔ ہم آج صرف نوح و کناں اور آہ و فغاں پر انحصار کرتے ہیں لیکن ماتم سے دشمن کا دل نہیں پسیجا کرتا۔ مسلمان آہیں بھر رہے ہیں اور غالب نے عرصہ ہوا کہا تھا۔ ع آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک

☆ آیاتِ قرآنی کا موبائل فون کی رنگ ٹونز کے طور پر استعمال بے ادبی تو نہیں؟

☆ لفظ 'برکت' کا مفہوم کیا ہے؟

☆ کیا وصولی قرض کے لئے کئے گئے سفر پر آنے والے اخراجات مقروض سے لئے جاسکتے ہیں؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: قرآن پاک کی آیات کو موبائل فون کی رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنا بے ادبی تو نہیں؟ (سید قاسم)

ج: قرآن کریم کی تلاوت سے اصل مقصد تلاوت کا سننا اور سنانا ہوتا ہے۔ قرآن کی تلاوت کا سننا واجب ہے' جبکہ رنگ ٹون کے طور پر تلاوت قرآن سننے کے لیے نہیں' متوجہ کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات یہ ٹون باتھ روم میں بھی بج اٹھتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں اور بھی مفاسد ہیں۔ لہٰذا اس میں قرآن کریم کی سخت بے ادبی ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

س: کیا مصنوعی دانت جو بالکل فکس ہو جائیں' لگوانا جائز ہے؟ (ثابت گل)

ج: راجح قول کے مطابق مصنوعی دانت لگوانا جائز ہے (واللہ اعلم)

س: اگر قرض کی رقم وصول کرنے کے لیے مقروض کے پاس دوسرے شہر میں جہاں وہ رہتا ہے جانا پڑے' تو کیا سفر کا خرچ وغیرہ مقروض سے لیا جاسکتا ہے؟ (محمد طارق)

ج: اگر زید نے بکر سے لاہور میں کوئی رقم بطور قرض لی ہے۔ تو اب زید' بکر کو اسی جگہ وہ رقم ادا کرنے کا پابند ہے۔ مذکورہ سوال کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ بکر لاہور سے چلا جائے۔ اب اگر بکر' زید سے اپنی رقم وصول کرنے کے لیے واپس لاہور آتا ہے تو وہ زید سے اپنے سفر کے اخراجات وصول کرنے کا حقدار نہیں ہے۔ دوسری صورت میں یہ ہے کہ زید لاہور چھوڑ کر چلا جائے۔ اب اگر بکر' زید کے پاس اپنا قرض وصول کرنے کے لیے آتا ہے تو ایسی صورت میں بھی وہ اس کا حقدار نہیں ہے کہ زید سے وہ اپنے سفر کے اخراجات بھی وصول کرے۔ ہاں اِس صورت میں صرف اس وقت بکر کے لیے اپنے سفر کے اخراجات زید سے لینے کا جواز ہے جبکہ بکر' اپنے اس سفر سے پہلے زید سے بارہا اپنی رقم کی واپسی کا تقاضا کر چکا ہو اور اُسے مختلف ذرائع سے اپنا پیغام بھی پہنچا چکا ہو۔

س: موبائل فون میں اگر صرف میوزک یا گانوں کی رنگ ٹونز ہوں تو کیا ایسی صورت میں گھنٹی کے لیے میوزک لگانا درست ہوگا؟ (عبدالعزیز)

ج: میوزک کی ٹون لگانا جائز نہیں۔ مارکیٹ میں ایسے موبائل سیٹ بھی ہیں کہ جن کی گھنٹی بالکل سادہ ہوتی ہے' یعنی گانوں یا موسیقی کی طرز پر نہیں ہوتی۔ نیز اپنے سیٹ میں سادہ ٹونز کو ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔

س: امام مسجد نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص جماعت کرائے تو ایسی صورت میں اگر آدمی کا دل اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ (نعمان)

ج: شریعت کی تعلیمات کے مقابلے میں مزاج اور طبیعت کو ترجیح دینا درست نہیں۔ جب تک کوئی معقول اور شرعی وجہ نہ ہو' جماعت کی نماز ترک کرنا درست نہیں۔

س: لفظ ''برکت'' کا مفہوم کیا ہے؟ (نوید اکرم)

ج: ''برکت'' کے معنی ثبات کے ہیں جس کے ساتھ ''نمو'' بھی شامل ہو۔ یعنی ایک چیز اپنی جگہ مستحکم بھی ہو اور بڑھ بھی رہی ہو۔ لہٰذا استحکام اور کثرت اس کا مفہوم ہوا۔ ''مبارکٌ'' یا ''فیه برکة'' اس وقت کہتے ہیں جبکہ اس میں کثرت' زیادتی اور استحکام و ثبات محسوس ہو۔

رجوع الی القرآن کورس

(برائے خواتین)

6 نومبر 2006ء تا 31 جولائی 2007ء

مضامین: مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب' تجوید' حدیث' عربی گرامر' ترجمہ' تذکیر' سیرت النبی ﷺ' سیرت صحابہؓ' فقہ اسلامی۔

اوقات: صبح 8.00 بجے تا دوپہر 1.00 بجے

مقام: مرکز تنظیم اسلامی حلقہ خواتین

A-67 علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241

مزید معلومات کے لیے: 0300-4431707

داخلہ فارم مندرجہ بالا پتہ پر مرکز تنظیم اسلامی سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

جھنگ میں منعقدہ مبتدی تربیت گاہ کی روداد

الحمدللہ قرآن اکیڈمی جھنگ کو بھی یہ شرف ملا کہ اس میں مبتدی رفقاء کے لئے ہفت روزہ تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ تربیت گاہ کے شرکاء کی تعداد مبتدی رفقاء واحباب سمیت پچاس سے متجاوز تھی۔ روزانہ عصر تا مغرب تعارف رفقاء احباب کی نشست ہوتی رہی۔ بعداز مغرب ویڈیو پروگرام میں اسلام کے انقلابی منشور پر ڈاکٹر اسرار احمد کے لیکچرز سماعت کئے گئے۔ بعداز فجر درس قرآن ہوتا رہا۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے تا ڈیڑھ بجے لیکچرز کا طویل سلسلہ وقفے کے ساتھ جاری رہا جس میں محترم رحمت اللہ بٹر نے ایمانیات' عبادات اور رسومات پر لیکچرز دیئے۔ محترم مختار حسین فاروقی نے علم کی حقیقت واہمیت' تزکیہ نفس اور سلوک محمدی ﷺ پر' جبکہ محترم ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے پروجیکٹر کی مدد سے عبادت رب' شہادت حق اور اقامت دین پر روشنی ڈالی۔ جناب شاہد اسلم اور ڈاکٹر عبدالسمیع نے ہدایت اور الھدیٰ کے حوالے سے گفتگو کی۔ محترم کفیل احمد ہاشمی صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ پر' اور محترم رشید عمر نے تنظیم اسلامی اور مروجہ سیاست پر سیر حاصل لیکچر دیئے۔ دوران لیکچر اور بعد میں رفقاء واحباب نے سوال و جواب کی نشست میں بھرپور حصہ لیا۔ ہر نماز کے بعد محترم رحمت اللہ بٹر اور جناب نورخان حدیث نبوی ﷺ اور اُن کی مختصر تشریح بیان فرماتے۔

رفقاء واحباب تعارف اور شمولیت تنظیم کے بارے اپنے احوال بیان کرتے اور دعوت کے ضمن میں رکاوٹوں اور مسائل پر صبر و استقامت کے واقعات سنا کر ایمان بڑھاتے رہے۔ ان واقعات نے ہمارے عزم کو زیادہ مضبوط بنایا۔ تربیت گاہ میں لاہور' اٹک' فیصل آباد' بہاولنگر' بہاولپور' میانوالی' جھنگ' سرگودھا' ٹوبہ وغیرہ سے رفقاء واحباب تشریف لائے۔ آخری دن ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب نے تنظیم اسلامی کی ہیئت ترکیبی اور امیر محترم حافظ عاکف سعید نے قرار داد تاسیس اور تنظیم اسلامی کے عنوان پر پُرمغز لیکچر دیئے۔ بعد از نماز ظہر اجتماعی بیعت ہوئی۔ کھانے کے بعد یہ تربیت گاہ اختتام پذیر ہوئی۔ رفقاء احباب ایک دوسرے سے تعارف لیتے ہوئے الوادع ہوئے۔ (راناصبغت اللہ' معتمد حلقہ پنجاب وسطی)

مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی میں دورۂ ترجمہ القرآن

الحمدللہ' مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی میں دورہ ترجمہ القرآن کے دو پروگرام ہوئے۔ محترم نثار احمد شفیق نے ترجمۃ القرآن کی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھایا۔ پروگرام کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی تھی۔ رفقاء اور امیر وہاڑی راؤ محمد چیمہ صاحب نے ان تھک محنت وکوششوں سے مرکز کی وضوگاہ اور باتھ رومز کو مکمل کرایا۔ اور رمضان المبارک سے پہلے تمام انتظامات مکمل کر لیے۔

مرد حضرات کے لئے بعد نماز عشاء تراویح اور تذکیر بالقرآن کا پروگرام حسب معمول جاری رہا' جس میں 60 تا 70 کے قریب احباب و رفقاء شریک ہوتے رہے۔ درمیان میں رفقاء واحباب کی چائے سے تواضع کی جاتی۔ وقفہ کے دوران ڈاکٹر صاحب کی کتب آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا جاتا۔ یہ پروگرام اللہ کی نصرت وتائید سے رات ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا تھا۔ اسی طرح خواتین کے لئے بھی دن کے اوقات میں دورۂ ترجمہ القرآن کا پروگرام جاری رہا۔ صبح 10 بجے سے لے کر 12 بجے تک محترم نثار احمد شفیق ہی اس ذمہ داری کو نبھاتے رہے۔ اس پروگرام میں خواتین نے بھرپور شرکت کی۔

درس قرآن بعد نماز از فجر' محترم نثار احمد بعد از نماز فجر شرقی کالونی کی مکی مسجد میں روزانہ باقاعدگی سے دے رہے ہیں۔ الحمدللہ نثار صاحب کی محنت اور رفقاء کی کوششوں سے فکر قرآنی اور دین کا جامع تصور اور منہج انقلاب نبوی ﷺ وہاڑی میں پھیل رہا ہے۔ موصوف ترجمہ القرآن کے ساتھ ساتھ تنظیمی فکر کو بھی آسان اور دلنشین انداز میں سامعین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور انہیں ایسی اجتماعیت میں شریک ہو کر باطل نظام کے خاتمہ کی جدوجہد پر آمادہ کرنے کی دعوت بھی دیتے رہتے ہیں جو واقعی اسلام کے غلبہ اور باطل کے خاتمہ کے لئے کام کر رہی ہے۔

(مرتب: رفیق تنظیم)

عقدِ نکاح

ہماری پیاری بیٹی عزیزہ **بینا صدف** سلمہا کا عقد نکاح

عزیزم **ذیشان احمد ہاشمی** سلمہ خلف الرشید شبیر احمد ہاشمی

سے 3 نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب

جامع القرآن' قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور میں منعقد ہوگا۔

خطبۂ نکاح بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ارشاد فرمائیں گے۔

احباب کو اس محفل نکاح میں شرکت کی دعوت ہے۔ جو کسی وجہ سے شرکت نہ کر سکیں' وہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

منجانب: شیخ رحیم الدین

رفیق تنظیم اسلامی حلقہ ماڈل ٹاؤن' لاہور

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی / Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED
CLINICAL LAB
BY MOODY
INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

Website: www.alnasar.com.pk E-mail: alnasar@brain.net.pk

دعائے صحت کی اپیل

ثاقب رفیع شیخ (امیر تنظیم اسلامی کراچی سوسائٹی) کے صاحبزادے کا عید کے دوسرے دن ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ان کے پاؤں کی انگلیوں میں فریکچر ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین!

بنگلہ دیش میں ہنگامے

جنوری 2007ء میں بنگلہ دیش میں پارلیمانی انتخابات ہو رہے ہیں اور بیگم خالدہ ضیا کی حکومت مستعفی ہو چکی ہے۔ بیگم خالدہ نے اپنے الوداعی خطاب میں سابق چیف جسٹس کے ایم حسن کو نگراں وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ لیکن یہ اعلان ہوتے ہی حزب اختلاف احتجاج کرنے لگی جس میں نمایاں سب سے بڑی جماعت حسینہ واجد کی عوامی لیگ ہے۔ عوامی لیگ کا کہنا ہے کہ جسٹس کے ایم حسن بیگم خالدہ کی جماعت ''بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی'' کا حمایتی ہے۔

28 اکتوبر کو حزب اختلاف نے اس تقرر کے خلاف ملک گیر مظاہرے کیے۔ عوامی لیگ اور بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے کارکنوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں' جن میں 12 افراد مارے گئے جبکہ ایک ہزار زخمی ہوئے۔ یہ ہنگامے دیکھتے ہوئے بنگلہ دیشی صدر نے نگران وزیر اعظم کی حلف برداری کی تقریب ملتوی کر دی۔ کہا جا رہا ہے کہ جسٹس (ر) کے ایم حسن نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ہفتے کے دن ہی صدر احمد نے دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے جنرل سیکرٹریوں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں بتایا کہ وہ نگران وزیر اعظم کی ذمہ داریاں لینے پر تیار ہیں۔ عوامی لیگ نے ان کی پیش کش مسترد کر دی' نیشنلسٹ پارٹی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ماہرین کا کہنا کہ عوامی لیگ اس لیے صدر احمد پر اعتبار نہیں کرتی کہ وہ بیگم خالدہ کے دور حکومت میں صدر بنے ہیں۔

عوامی لیگ کا کہنا ہے کہ جسٹس (ر) حسن اور الیکشن کمیشن کے سربراہ اے ایم عزیز کے علاوہ کسی کو بھی نگران وزیر اعظم بنایا جا سکتا ہے۔ عزیز صاحب پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ووٹروں کی ایسی فہرستیں بنائیں ہیں جن میں لاکھوں ''بھوت ووٹر'' شامل ہیں تا کہ نیشنلسٹ پارٹی کو جتوایا جا سکے۔ دوسری طرف عوامی لیگ کے کئی ووٹر نکال دیئے۔ فی الوقت صدر احمد دونوں پارٹیوں سے گفت و شنید کر رہے ہیں اور خیال ہے کہ جلد ہی کوئی بنگلہ دیشی رہنما ملک کا نگران وزیر اعظم بن جائے گا۔

ایرانیوں نے یورینیم افزودہ کر لیا

ایران کے ایٹمی توانائی ادارے کے نائب صدر محمد غناد نے فخر سے اعلان کیا ہے کہ ایرانی سائنس دان نانتز ایٹمی پلانٹ میں نصب 164 سینٹری فیوج مشینوں کے کاسکیڈ کی مدد سے یورینیم افزودہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وسطی ایران میں واقع اس ایٹمی پلانٹ میں نصب کیا جانے والا یہ دوسرا کاسکیڈ ہے۔ محمد غناد کا کہنا ہے کہ دونوں کاسکیڈوں میں یورینیم کامیابی سے افزودہ ہو رہا ہے اور اُسے ذخیرہ کیا جا رہا ہے۔

یاد رہے کہ افزودہ یورینیم کے معاملے پر ہی امریکا اور اس کے حواری چراغ پا ہیں۔ امریکی تو اس پر حملے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایران یورینیم افزودہ کر کے ایٹم بم بنانا چاہتا ہے۔ اُدھر ایرانی کہتے ہیں کہ وہ اس یورینیم کے ذریعے ایٹمی پلانٹ میں بجلی بنانا چاہتے ہیں۔

فی الوقت ایرانی اس امر سے بہت خوش ہیں کہ انہوں نے ایٹمی پروگرام کا ایک نہایت مشکل مرحلہ کامیابی سے طے کر لیا ہے۔ یورینیم کی افزودگی ابھی وہاں تحقیقی مرحلے میں ہے' لیکن ایرانی حکومت کا کہنا ہے کہ اُسے جلد وسیع پیمانے پر تیار کیا جائے گا تا کہ وہ ایٹمی پلانٹوں میں بطور ایندھن استعمال ہو سکے۔ پابندیوں کے سلسلے میں ایرانی حکومت کا کہنا ہے کہ اگر وہ لگ بھی جائیں تب بھی اس کا ایٹمی منصوبہ نہیں رکے گا۔ یہ پابندیاں درحقیقت سیاسی نوعیت کی ہیں جو امریکا کے دباؤ پر عائد کی جا رہی ہیں۔ یہ غیر قانونی' ناجائز اور بین الاقوامی قوانین کے منافی ہیں۔

عراق کی صورت حال

عراقی حالات امریکی حکومت کے لیے دردِ سر بن گئے ہیں اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ نومبر کے مڈٹرم انتخابات میں حکمران جماعت کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سب سے پہلے تو امریکا اور عراقی حکومت میں نہیں بن رہی۔ عراقی وزیر اعظم نوری المالکی نے بیان دیا ہے کہ وہ امریکا کے دوست تو ہیں مگر عراق میں اس کے ایجنٹ نہیں۔ امریکی حکومت اور المالکی کے مابین کئی نکات پر اختلافات موجود ہیں۔

موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ایک طرف عراقی حکومت امریکیوں کی مخالف کے طور پر ابھر رہی ہے' تو دوسری طرف امریکی فوجیوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری ہے۔ ماہ اکتوبر میں اب تک 98 امریکی فوجی مارے جا چکے ہیں۔ یوں امریکی فوج کے لیے یہ مہینہ بڑا لرزہ خیز ثابت ہوا۔ اس سے قبل جنوری 2005ء میں 107 امریکی فوجی مارے گئے تھے۔ بہر حال اتنی بڑی تعداد میں اپنے فوجیوں کے مارے جانے سے امریکی عوام میں بے چینی پھیل گئی ہے اور اس بحث نے گھمبیر حیثیت اختیار کر لی ہے کہ کیا عراق میں امریکی فوج کا قیام ضروری ہے؟

حماس کی حکومت خطرے میں

امریکا اور اس کے حواری فلسطین اتھارٹی میں جو کھیل کھیلنے میں مصروف ہیں' اس نے ان کی اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ حماس جمہوری اصولوں کے عین مطابق برسر اقتدار آئی تھی مگر امریکا اور اسرائیل کو اس کی جیت ایک آنکھ نہیں بھائی اور اب وہ غیر اخلاقی' غیر انسانی اور غیر قانونی اقدامات کے ذریعے اُسے ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان کے اقدامات سے خطے میں امن نہیں عدم استحکام پیدا ہوگا اور تشدد و نفرت کی لہر بڑھ جائے گی۔ شاید امریکی اور اسرائیلی یہی چاہتے ہیں۔

جیسے ہی حماس کی حکومت بنی' امریکا اور یورپی یونین نے امداد بند کر دی۔ یوں فلسطین اتھارٹی کے لیے اپنے ملازمین کو تنخواہ دینا دشوار ہو گیا۔ امریکی چاہتے ہیں کہ حماس اسرائیل کو تسلیم کرلے' مگر وہ انکاری ہے۔ اتھارٹی کے صدر محمود عباس بھی اس پر یہی زور ڈال رہے ہیں۔ اُن کی تمنا ہے کہ حماس ان کی پارٹی الفتح کے ساتھ قومی حکومت بنا لے مگر اس میں بھی کامیابی نہیں ہو رہی۔ اب محمود عباس نے دھمکی دی ہے کہ اگر جلد قومی حکومت نہ بنی' تو وہ حماس حکومت کو برطرف کر دیں گے۔ یہ دھمکی بڑی خطرناک ہے اور اس سے فلسطین میں دونوں پارٹیوں کے مابین خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ بہر حال دمشق میں شامی حکومت دونوں جماعتوں کے مابین میٹنگ کرا رہی ہے۔ دعا ہے کہ وہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔

کٹھ پتلی ہم نہیں' تم ہو

پچھلے دنوں افغان صدر حامد کرزئی نے ملا عمر کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ وہ ان سے مذاکرات کرنے کے لیے تیار ہیں' تاہم وہ غلامی کی زندگی چھوڑ کر اپنے ملک آ جائیں اور آزاد حیثیت سے اپنے وطن میں رہیں۔ 28 اکتوبر کو طالبان کے ترجمان ڈاکٹر محمد حنیف نے بیان دیتے ہوئے مذاکرات کی پیش کش ٹھکرا دی اور کہا کہ ملا عمر آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں' غیر ملکی طاقتوں کا غلام اور کٹھ پتلی اصل میں حامد کرزئی ہے۔

ڈاکٹر حنیف کا کہنا ہے کہ ''سبھی کو علم ہے کہ حامد کرزئی کو کون اقتدار میں لایا۔ وہ اب بھی ایف سولہ اور بی باون بمبار طیاروں کے سائے تلے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ دوسری طرف ملا عمر ان غیر ملکی طاقتوں کے خلاف جہاد کرنے میں مصروف ہیں تا کہ انہیں اپنے وطن سے نکال سکیں۔ ہمارا ملک قابضین کے قبضے میں ہے اور ایسے حالات میں مذاکرات نہیں ہو سکتے۔''

مسلمان ڈیموکریٹک کے حمایتی

امریکا میں نومبر کے پہلے ہفتے کانگریس کی کئی نشستوں پر انتخابات ہو رہے ہیں۔ تازہ رائے شماری سے پتا چلا ہے کہ امریکا میں مقیم بیشتر مسلمان ڈیموکریٹک پارٹی کو ووٹ دیں گے۔ ویسے بھی رائے شماریاں ظاہر کر رہی ہیں کہ ان انتخابات میں صدر بش کی ریپبلکن پارٹی ہار جائے گی۔ نتیجے میں کانگریس پر سے صدر بش کا کنٹرول ختم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک خبر یہ ہے کہ کیتھ ایلسن سینیٹر بن جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو موصوف کو پہلے مسلمان امریکی سینیٹر بننے کا اعزاز حاصل ہو جائے گا۔

اللہ کی نعمت کی ناشکری

ڈاکٹر غلام مرتضٰی ملک (مرحوم)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

(سورۃ ابراہیم)

''کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔''

ہم بہت چیخے چلائے کہ اے اللہ ہماری مدد فرما' ہماری محکومی کو ختم فرما' ہماری غلامی کو ختم فرما اور پھر اس نے بارش کے پہلے قطرے کے طور پر ہمیں پاکستان دے دیا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ جب پاکستان بن گیا' تو انسٹھ سال میں سب کچھ آیا' ایک لا الہ الا اللہ نہیں آیا۔ یہ ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری۔

اللہ نے ہمیں نعمت عطا کر دی' مگر ہم نے اس کی قدر نہیں کی۔ ہم نے اس نعمت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔ جب ٹیلی ویژن لگاتے ہیں تو میں اپنے بچوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ انڈیا ہے یا پاکستان؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان ٹیلی ویژن ہے۔ کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ یہاں کے لوگوں کی آوارگی دیکھیں' اپنے لوگوں کی شکلیں اور انڈیا کے لوگوں کی شکل دیکھیں' کوئی فرق نہیں پڑا۔ یہاں کے روپیے دیکھیں' وہاں کے روپیے دیکھیں' کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اب تو وہ کھلم کھلا کہتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان تو ختم ہو گیا۔ وہ جس کی وجہ سے' جس مقصد کے تحت تم نے پاکستان بنایا تھا' اب تمہارا وہ مقصد کہاں باقی رہا۔ اب یہ درمیان میں کیا سرحد لئے بیٹھے ہو۔ اِدھر ہم سرحد پر بندوقیں لے کر بیٹھے ہیں' اُدھر تم سرحد پر بندوقیں لے کر بیٹھے ہو' اسے ہٹاؤ۔ جب تم وہ مقصد ہی پورا نہیں کر رہے' جس مقصد کے لئے تم نے یہ پاکستان بنایا تو پھر یہ سرحد کی دیواریں کیوں......؟

مجھے مولانا ظفر احمد انصاریؒ نے ایک واقعہ سنایا۔ میں ان کے ہاں کراچی میں ٹھہرا ہوا تھا' کہتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد پنڈت جواہر لعل نہرو یہاں آیا' لیاقت علی خان زندہ تھے۔ نہرو نے لیاقت علی خان سے پوچھا کہ لیاقت! ایک بات تو بتاؤ کہ کراچی میں کتنے شراب خانے ہیں؟ لیاقت علی خان نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں؟ نہرو نے کہا: مجھے پتہ ہے۔ یہاں 123 شراب خانے ہیں۔ ابھی کراچی چھوٹا سا شہر تھا۔ یہ غالباً آواخر 1950ء کی بات ہے۔ نہرو نے کہا کہ لیاقت اتنے شراب خانے تو دہلی میں بھی نہیں ہیں۔ مجھے ایک بات بتاؤ' اس لئے تم نے پاکستان بنایا تھا' اسی لئے اتنے لوگوں کو قتل کروا دیا۔ اگر تمہیں یہی کرنا تھا' جو تم نے پانچ چھ سال میں کیا ہے' تو کیا ہم اکٹھے بُرے تھے۔ پھر اکٹھے ہی رہ لیتے۔ تم نے کہا تھا کہ ہم اسلام لائیں گے' وہ تو تم لائے نہیں۔ اب کس لئے پاکستان پاکستان کی ضد کر کے بیٹھے ہو؟......

یہ ہے ''وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ'' ''جو اللہ کی دی ہوئی نعمت کو بدل دیتے ہیں' اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر سخت عذاب نازل کرنے والا ہے۔'' (ماخوذ از ماہنامہ علم و آگہی)

قرآن کا پیغام | خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم

کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن' حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر' بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ **ان شاء اللہ**

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 750 روپے ﴿TDK کیسٹ﴾

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد' منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241

Email:markaz@tanzeem.org

websit:www.tanzeem.org

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Mile by Miles, Afghan Quagmire is Expanding

Pakistan's military carried out yet another strike on a religious school (madrassa) allegedly used by al-Qaeda. According to Reuters, the school was being used as a militant training camp.[1] Eighty people died in the pre-dawn assault.According to Pakistan military, ""We received confirmed intelligence reports that 70 to 80 militants were hiding in a madrassa [school] used as a terrorist-training facility, which was destroyed by an army strike, led by helicopters."[2]

Based on the available facts we come to three conclusions: 1. This was a terrorist military attack; 2. Afghanistan is expanding mile by mile into Pakistan, and 3) pakistan military is digging a deeper grave for itself with each tactic that it copies from American and Israeli occupation forces. In other words, Pakistani army, acting like an occupation force, is alienating its own population and turning Pakistan into another Afghanistan region by region.

To establish that this was a terrorist attack, we have to look at these facts: a) The attack was carried out without any attempt being made to capture the alleged "terrorists" and "militants." b) The "terrorists" and "militants" were not engaged in a fire fighting, rather a decision was made to blow-up the school building regardless of the fact that it will definitely have many children as students and some innocent people with the "evil terrorists" as well. c) The area was not inaccessible for the Pakistan military. d) The area was not outside the jurisdiction of Pakistan and military could easily reach and surround the area and the school building. e) The brave military could use the same helicopters to drop its elite commando forces to capture or kill those who may have decided to fight. f) The government could use many different options to arrest and bring the alleged "terrorist" before the public to prove its allegations. g) Even if all the "terrorist" had fled away, the government could prove its point by showing how the school was a not a school but a training camp. At the very least, in case of some arrests, it could trade the captured "terrorists" for a few million more dollars from the United States.

Without resorting to any of the above steps, the military followed foot-steps of the American and Israeli forces, as if they were attacking a territory outside Pakistan borders, and raised the madrassa to the ground while its inhabitants were asleep. According to al-Jazeera report, the military spokesman, Mr. sultan said there was no collateral damage, but "Chingai's residents were seen collecting bodies of children from the rubble."

A local reporter told the Reuters news agency: "The bodies are beyond recognition. They are badly mutilated. Limbs were being collected by local people in cloth sheets."

The same local people held a rally a few days back to condemn policies of the military dictator in Pakistan. With this kind of terrorist attack the feelings of isolation and alienation grow. People feel like they are suffering military occupation at home, where the local military resorts to American and Israeli tactics to please their masters in Washington and London.

Regardless of what we are told by the dictatorial regime in Islamabad, local people know the truth. The innocents who died in this attack belong to them. Local people do not believe in the government charade and CNN stories when they have their innocent relatives and little children lying before them in pieces. They believe what they see with their own eyes. Just two days before the latest terrorist and cowardly military strike, 3,000 locals held a rally near Khar, raising slogans against the military regime and U.S. occupation of Afghanistan. Imagine their feelings after this callous and cowardly assault.

The military regime in Islamabad cannot claim that local residents will have any sympathy or respect left for Pakistan armed forces of even Pakistan. It has effectively lost this region and loyalty of its residents to the government of Pakistan. That's how inch by inch Pakistan is losing its writ, alienating its people and losing control.

That's how mile by mile Pakistan is turning into another Afghanistan. That's how Afghanistan is expanding with the war of terrorism in which Pakistan military cannot pretend to be innocent bystander. It is doing exactly what the U.S. and Israeli forces are doing in the areas under their occupation. Worst still is the fact that Pakistani forces are not operating in occupied land against other people. Furthermore, it is Pakistani government that has been sending innocent people, its own people, to the torture camps in Guantanamo Bay and elsewhere. These are the people, most of whom even the US authorities found to be innocent and subsequently released. That's how Pakistan army and the military regimes has surpassed Israelis and Americans in their crimes against humanity.

No matter how sour this fact may be to swallow, but the military authorities can hardly deny the writing on the wall. When the expanded Afghanistan become a quagmire for the occupiers, Pakistan army will face the same fate as the terrorist warriors from abroad.

Abid Ullah Jan is the author of Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade.

Notes

[1] Anwarullah Khan, "Pakistan army kills up to 80 at Qaeda-linked school, Reuters, October 30, 2006. http://www.alertnet.org/thenews/newsdesk/ISL72506.htm

[2] "Scores killed in Pakistani military assault," Al-Jazeera.net, October 30, 2006. URL: http://english.aljazeera.net/NR/exeres/576BC18A-9416-422F-BFED-1165F66D908B.htm